

جلد حقوق محفوظ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ

# بریلویت کا پس منظر

مترجم

حکیم محمد اشرف عفا اللہ تعالیٰ عنہما

تفقیق و تہذیب



محیر زبیر بن مولف علیہ الرحمہ

شائع کردہ

دار الاشاعت اشرقیہ سندھو بلوکی ضلع لاہور

## جہالت کے نمونے

جہالت کی پہلی مثال کسی غبی سے غبی طالب علم سے اگر دریافت کیا جائے کہ مشکوٰۃ شریف کون سے محدث کی تصنیف ہے؟ تو وہ کھٹ سے کہہ دے گا کہ یہ علامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ خطیب تبریزی کا وہ شاہکار ہے کہ امت ان کے اس احسان سے سبکدوش ہونہی نہیں سکتی۔  
خدا کی شان کا نرالا منظر دیکھتے کہ اپنے اس غیر فانی شاہکار سے رمضان شریف کے آخری جمعہ کے دن شوال (عید) کے چاند کی رویت کے وقت شیعہ میں فراغت پائی۔

مصنف مشکوٰۃ شریف کا یہ مختصر تذکرہ عہد حاضرہ کی مطبوعہ مشکوٰۃ اصح المطابع دہلی نور محمد ۱۲۶ رشیدیہ ۱۳۱۱ حتیٰ کہ مطبوعہ ملک سراج الدین لاہور کے ٹائٹل پر بھی مرقوم ہے۔ مگر اچھروی صاحب کی جہالت یا شکرانہ توہمات پر دوبارہ الہی سے پشکار کا نمونہ کیجئے، ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مشکوٰۃ ایسی شہرہ آفاق مقبول نام کتاب کے مصنف کون بزرگ ہیں اور وہ کس ملک و مقام کے باشندے ہیں۔  
چنانچہ پورے دعوے اور یقین سے لکھتے ہیں کہ:-  
”خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ جو کہ متعصب شرافع شمار کئے گئے

ہیں تاریخ بغداد میں فرماتے ہیں (طبع اول ص ۳ طبع ثالث ص ۲۵)

پاور سہے کہ خطیب بغدادی کا اسم گرامی تھا فظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت ہے  
 اوپر آپ مصنف مشکوٰۃ سے ڈھائی یا پونے تین سال پیشتر گزرے ہیں چنانچہ  
 آپ کی پیدائش ۳۹۲ھ اور وفات ۴۴۲ھ میں ہوئی ہے۔

یہی شمع اسلام روشن کریں گے بڑوں کا یہی نام روشن کریں گے  
 بریلوی دوستو ایما نذاری سے کہتے کہ یہ فخر المناظرین اور رئیس الواعظین  
 ہیں یا کہ ابوالجہلا اور اکذب الکاذبین؟

دوسری مثال اگرچہ اچھروہی کی جہالت شریف کے اظہار کے لئے  
 پہلی مثال کافی ہے مگر اس سے بھی واضح نمونہ ملاحظہ فرماتے چلیے۔

کراچی کا مناظرہ جو آٹھ جنوری ۱۹۵۵ء بروز اتوار مابین اہل توحید اور بریلویہ  
 عید گاہ چاکیواڑہ ہوا اور بریلویت کو جس میں شکست فاش بھی ہوئی۔

اچھروہی صاحب نے اپنی شرمندگی و ذلت کو چھپانے اور پنجابی بریلویوں  
 کو جل دینے کی غرض سے ایک طویل اشتہار حاجی بہادر علی گھنگ کے نام  
 سے شائع کیا ہے۔

اس جھوٹ کے پلندہ اشتہار کی نیچے کی سطور میں جلی عنوان سے  
 لکھا ہے :-

”دَاوَا سَے فرقہ دہابیہ مولوی محمد عمر صاحب کے اس حوالہ کو کہ

”ڈاڑھی والا اگر کسی عورت کا دودھ پی لے تو جائز ہے۔“ التجویز النظر

دہابی کتاب سے نہ دکھاسکیں تو ہم دس ہزار روپیہ نقد انعام

کی پیشکش کرتے ہیں۔“

جسیلج منظور ہے ہم واضح الفاظ میں اچھروہی صاحب بہادر علی گھنگ

کی پیشکش اور چلیخ کو قبول کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ آپ اپنی دستس ہزار روپیہ کی رقم مسئلہ امین کے پاس جمع کرواتے ہوئے تاریخ مقررہ سے الملاحہ دیجئے تاکہ یہ رقم وصول کر کے ہم آپ کی جہالت شریف کو اہل زمانہ پر ثابت کر دکھائیں کہ "التجوز بالنظر" کتاب سے آپ کی پیش کردہ عبارت تو کیا نکلے گی۔ اس نام کی کوئی کتاب ہی تختہ دنیا پر موجود نہیں۔ یہ صرف اچھروی صاحب کی جہالت کا کرشمہ ہے کہ وہ تجوز بالنظر کے لفظ کو کتاب کا نام سمجھے ہوئے ہیں۔

**حقیقت ملاحظہ فرمائیے** | اپنے زمانہ کے مجتہد و امام علامہ نواب صدیق حسن خاں صاحب نور اللہ مرقدہ روضۃ اللہ یہ شرح وروالبہیہ میں فرماتے ہیں

"ويعوز دضاع الكبير ولو كان خالية لتجوز النظر لحديث

زينب بنت ام سلمة" روضة النديه ص ۵۸

نواب صاحب تو فرما رہے کہ تجوز نظر کے لئے ڈاڑھی والے آدمی کو بھی دو دھپلایا جاسکتا ہے۔ مگر اچھروی صاحب کی جہالت کا یہ حال ہے کہ وہ تجوز بالنظر کے لفظ کو کتاب سمجھ رہے ہیں۔ ختم شد بر تو جہالت ہم حماقت لا کلام

چوں شجاعت پر علی ظہر مصطفیٰ پیغمبری

اچھروی صاحب نے عوام کو بہکانے اور گمراہ کرنے کی غرض سے مقیاس حقیقت میں از خود "نوابی" و "محمد عمر" کے نام سے سوال و جواب کا ڈھنگ رچایا ہے۔ اگرچہ ان کا یہ تمام بھروپ جہالت کا نمونہ ہے جسے دیکھ کر بریلوی دوست بھی ان کی جہالت کا ماتم کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

**غور سے سنئے** | مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے :-

"اللهم لا تجعل قبری وثنا ليعبدوا لئن شئت غضب الله



المجلد الثالث  
(باب فیصل)

علی قود اتخذوا قبور انبیاءهم مساجد (باب فیصل)  
اس حدیث کا ترجمہ اچھروی کے مسلم و محبوب بزرگ قطب الدین صاحب  
نے ”مظاہر حق“ ترجمہ مشکوٰۃ میں یوں کیا ہے :-

”اے اللہ تعالیٰ، نہ کہ میری قبر کو مانند بت کے بیج تعظیم کرنے  
لوگوں کے اور بار بار آنے والے کے واسطے زیارت کے یعنی بطور  
میلے (عرس) کے اور متوجہ ہونے کے طرف اس کی واسطے  
محبوبہ وغیرہ کے جیسا کہ سنتے اور دیکھتے ہیں ہم بعض مزارات  
دبزرگوں، اور مقامات کو یعنی مثل استہان (بت) وغیرہ کے“  
(مظاہر حق جلد ۱ ص ۲۵۳)

اچھروی صاحب از خود بطور سوال و جواب لکھتے ہیں :-  
وہابی : حدیث شریف میں آتا ہے :- لا تجعلوا قبوری وثننا  
یعنی میری قبر کو بت نہ بنانا، جس کی عبادت کی جاتی ہے، اس  
حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر پر متواتر جانے  
اور تعظیم کرنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں۔  
وہی عمل تمہارا ہے۔

محمد حشر : سبحان اللہ۔ جناب تم نے تو علم غیب کا اپنی زبان سے  
اقرار کر لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ضرور حاصل تھا لیکن نہ یہی  
تعصب سے زبانی اقرار نہیں کرتے اور اس حدیث کے مطلب کو غلط  
بیان کر کے عوام کی آنکھوں میں جادو کا کام کر رہے۔ ہاتھی کے دانست  
دکھانے کے واسطے اور کاٹنے کے اور۔ کیونکہ حدیث شریف کا  
مطلب یہ ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنانا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بت کے کہا جاتا ہے؟ اور بت

کیوں فرمایا؟

ابراہیم علیہ السلام نے بت کے صفات بیان فرمائے، یَا أَبَتِ  
لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا  
ترجمہ: اے میرے باپ تو اس چیز کی کیوں عبادت کرتا ہے، جو نہ سنتی ہے  
نہ دیکھتی ہے اور نہ تجھ سے کسی تکلیف کو دور کرتی ہے۔

ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا کہ ابھی وہ  
قرم پیدا بھی نہیں ہوئی جو آپ کی قبر کو بت سمجھے گی لیکن آپ نے تیر سو  
سال پہلے ارشاد فرمادیا کہ تم میری قبر کو بت نہ سمجھنا یعنی جیسا کہ بت  
نہیں سنتا، میری قبر کو ایسے نہ سمجھنا کیوں میں سنتا ہوں اور بعد  
وصال بھی سنتا رہوں گا۔ بلکہ مجھے قبر میں بھی بصارت والا سمجھنا کیونکہ میں  
قبر میں بھی بصیر ہوں گا۔

پھر فرمایا بت نہ سمجھنا یعنی جیسا کہ بت پرست سے بت (بت  
پرستوں کی) کسی تکلیف کو دور نہیں کر سکتا، ایسا مجھے نہ سمجھنا کیوں کہ میں  
رحمۃ اللطیف ہوں۔ تمہاری ہر تکلیف کو دور کرتا رہوں گا۔

(طبع اول ۲۲۲، ۲۲۱ طبع ثالث ۵۵۹)

بریلوی دوستو | حدیث کے اصل الفاظ اور ان کا ترجمہ و تشریح خود اچھروی صاحب  
صاحب کے مسئلہ و محبوب حنفی کی قلم سے آپ کے سامنے ہے اور اچھروی صاحب  
کا الفاظ حدیث کو بددیانتی سے اول بدل کر پیش کرنا اور خلاف منشا حدیث ترجمہ  
و تشریح وغیرہ بھی آپ ملاحظہ فرمائیے  
لہذا انصاف و ایمان داری سے کہیے کہ اچھروی سے بڑھ کر بھی کوئی دین دشمن

آپ کی نظر سے گزرا ہے ؟

شریعت ہوئی ہے نیک نام ان سے بہت فخر کرتا ہے اسلام ان سے  
اگر اچھروی صاحب کی یہ حرکات ملاحظہ فرمائے گے بعد بھی آپ صاحبان  
صدقہ دل سے تائب نہ ہوئے تو آپ کا حشر بھی دشمنان دین کے ساتھ ہی ہو گا۔  
۳۔ قریب و مغالطہ مذکورہ بالا سے قطع نظر، قریب و مغالطہ کی بھی ایک  
مثال دیکھتے چلیے۔ اچھروی صاحب شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر اپنی فنکاری  
کرتے ہوئے جلی الفاظ میں لکھتے ہیں :-

فرقہ و ہابیہ و دیوبندیہ نماز کے بعد بلند آواز سے اجتماعی  
طور پر درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں اور  
پڑھنے والے کو روکتے ہیں اور اخلاف کی مساجد میں  
صلوٰۃ قریضہ کے بعد درود شریف کو بلند آواز سے  
لازمی پڑھا جاتا ہے۔ اب تم اپنے عمل سے فیصلہ کر  
لو کہ تم وہابی ہو یا حنفی ؟

إِنَّا لِلّٰهِ وَ مِلْكُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (پک۔ سورہ احزاب ۵۶)  
ترجمہ : بلے شک اللہ اماس کے فرشتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود  
پڑھتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو ! تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود  
پڑھو۔ اور سلام بھیجو حق سلام بھیجنے کا۔

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر درود شریف پڑھنا حکماً فرض کیا ہے..... باقی رہا نماز فریضہ کے بعد متصل ہی اس فریضہ صلوٰۃ و سلام کو حتمی طور پر ادا کرنا اور اس بیت کذائیہ سے آواز بلند پڑھنا، تو اس کا ثبوت احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔

بخاری شریف ۱۱۴ | عن ابن عباس ان وضع  
مسلم شریف ۲۱۶ | الصوت بالذکر حين ينصرف

الناس من المكتوبة كان على حله النبي صلى الله عليه وسلم وقال ابن عباس كنت اعلم اذا انصرفوا بذلك اذا سمعته

ترجمہ و ابن عباس سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بعد از فراغت نماز مکتوبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور فرمایا ابن عباس نے نمازی جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو میں اس ذکر کو سنتا تھا۔ اور میں زیادہ جانتا ہوں۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے مل کر ذکر کرنا بعد از نماز فریضہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کون سا ذکر مراد ہو سکتا

ہے ؟ تو لازمی امر یہ ہے کہ وہ درود شریف ہی ہے۔ (مقیاس حقیقت

طبع اول ۲۱۵، ۲۱۶ طبع ثالث ص ۵۲۱)

لے لے لے لے | اچھروی صاحب نے دعویٰ سے تو کر دیا کہ بعد از نماز باجماعت بریلویہ کی مساجد میں اجتماعی طور پر جو مروجہ الفاظ کا درود آواز بلند پڑھا جاتا ہے۔ یہ حدیث سے ثابت ہے۔

لیکن جب کہ مروجہ من گھڑت درود کے الفاظ کا ثبوت حدیث سے تو کیا کتب  
فقہ حنفی سے بھی نزل سکا تو حواس باخۃ ہو کر یوں بڑبڑانے لگے کہ :-  
”اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کون سا ذکر مراد ہو سکتا ہے؟  
تو یہ لازمی امر ہے کہ وہ درود شریف ہی ہے۔“

اچھروی صاحب کی اسی بے بسی پر کہا گیا ہے :-  
جواب بحر کو دیکھو کہ کیسے سراٹھاتا ہے

”بحر وہ بُری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے“

**بریلوی دوست** آپ اچھروی صاحب سے اپنی مساجد میں باواز بلند  
پڑھنے والے رواجی من گھڑت درود کے الفاظ حدیثی میں بعد نماز  
جماعت مسجد نبوی کے نمازیوں سے باواز بلند پڑھنے کا ثبوت دلوادیں یا کم از کم،  
اچھروی صاحب پر اس مغالطہ و فریب کے حوص من ..... ہی پڑھ دیں۔

چمن برباد ہوتا کیوں خزاں سے اگر لفرشش نہ ہوتی باغباں سے

**مغالطہ کا پول** | اچھروی صاحب نے بخاری و مسلم کی جس روایت کو بریلوی  
مساجد میں مروجہ درود کو نماز باجماعت کے بعد باواز بلند پڑھنے کے ثبوت میں  
پیش کیا ہے وہ باب الذکر بعد الصلوٰۃ کی حدیث ہے اور اس حدیث سے  
جس ذکر کو باواز بلند پڑھنا ثابت ہے اسے حضرت ابن عباسؓ نے وضاحت  
سے بیان فرمایا ہے وہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی دوسری حدیث سے ظاہر ہے۔  
ناظرین کی مہولت کے لئے مشکوٰۃ شریف کی متفق علیہ روایت سے عرض کیا  
جاتا ہے۔

۱- عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کنت اعدت القضاء

صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتکبیر  
(مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے فارغ ہونے کو میں تکبیر  
اللہ اکبر کی آواز سے پہچانتا تھا۔

**شمار چین حدیث** فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ بوجہ نو عمر ہونے  
کے آخری صفوں میں ہوتے تھے۔ اس لئے مسجد میں جب حضورؐ اور صحابہ  
رضی اللہ عنہم کے اللہ اکبر کی آواز کا غلغلہ بلند ہوتا تو آپؐ (ابن عباسؓ) معلوم  
کرتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے ہیں۔

**مزید اذکار و وظائف** مذکورہ حدیث سے ثابت ہو چکا کہ بعد نبویؐ میں نماز  
فرض سے سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے پہلا ذکر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
اور صحابہؓ تلاوت فرماتے وہ اللہ اکبر ہے اور اس ذکر کی گونج سے آخری صفوں میں  
پڑھنے والے چھوٹے چھوٹے نو عمر صحابہؓ مثل ابن عباسؓ حضور کا نماز سے فارغ  
ہونا پہچانتے تھے۔

اللہ اکبر کے بعد جو دوسرے اذکار بآواز بلند پڑھے جاتے تھے، ان کے  
تشریح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنئے۔

۲۔ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم

من صلوٰۃ یقول لیسوۃ الٰہ علی

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو بآواز بلند  
یہ اذکار تلاوت فرماتے :-

۱۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شویک لہ لہ الماک ولہ

الحمد وهو علی کل شیء قدید۔

۲۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

۳۔ لا الٰہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل

۴۔ ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین

ولو کفرہ الکفر ون دواء مسلم (مشکوٰۃ ص ۸)

**تعالیٰ صحابہ رضی اللہ عنہم** حضرت معاویہؓ نے اپنے عہد خلافت میں مغیرہ

بن شعبہؓ کو لکھا کہ مجھے ان اذکار و وظائف کی خبر دیجئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرنے کے بعد تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مغیرہؓ نے حضرت معاویہؓ کو لکھ بھیجا کہ میں نے اپنے کانوں سے یہ سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ کلمات تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

۱۔ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لا اله الا اللہ

وله الحمد وهو علی کل شیء قدید۔

۲۔ اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطى لما منعت

ولا ینفع ذا الجہد منک الجہد۔ (صحیح مسلم ص ۲۱۸ صحیح بخاری ص ۱۰۰)

**اور سنیے** حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

”قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا

انصرف من صلاته استغفر ثلاثا وقال اللہم

انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال

والاکرام قال الدلیہ فقلت لا وذا ہی کیف

الاستغفار قال یقول استغفر اللہ استغفر اللہ ثلاثا

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فرض سے فارغ ہوتے تو

تین مرتبہ استغفار دہراتے اور پھر اللہم انت السلام ومنک السلام الخ

تلاوت فرماتے۔

ولید کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت امام اوزاعی سے دریافت کیا کہ  
استغفار کے الفاظ کیا ہیں؟ تو فرمایا:-

”استغفر اللہ استغفر اللہ تین مرتبہ دہرایا کرتے تھے۔“

۵۔ کان عبد اللہ بن زبیر ليقول في دبر كل صلاة حين يسلم  
”لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد  
وهو على كل شيء قدير“ لا حول ولا قوة الا بالله  
لا اله الا الله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله  
الفصل وله الشاء الحسن لا اله الا الله مخلصين له  
الدين ولو كره الكافرون. قال وكان رسول الله  
صلى الله عليه وسلم يهل بهن دبر كل صلاة (تفسير  
ابن كثير زيارت لا اله الا هو فادعوه مخلصين له الدين  
الحمد لله رب العالمين)

امام ابن کثیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ہر نماز کے بعد یہ کلمات  
مبارکہ بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم پر ناز کے بعد ان کلمات مبارکہ کو پڑھا کرتے تھے۔

**کتاب حدیث** میں مذکور اندکار کے علاوہ بعض دوسرے اندکار و مخالف بھی  
آواز بلند پڑھنے کا عہد نبویؐ و صحابہؓ میں ثبوت ہے۔

لیکن ہم اسی پر اکتفا کرتے ہوئے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہیں کہ اچھروی صاحب  
کئی تلبیس سے آگاہ رہیں اور بریلوی دوستوں کے مصنوعی دُرّوں سے احتراز  
کریں نہ اس لئے کہ اس روایتی درد و کار وجود اور اجتماعی شکل میں پڑھنے کا ثبوت  
خیر القرون میں تو کیا خود حنفی مذہب کی درسی کتب میں بھی نہیں۔ یہ سب اہل عت



کی ایجاد ہے (عیاذنا اللہ)

عجب مشکل میں آیا سینے والا جیب و داماں کا  
جو یہ ٹانگا تو وہ اُدھڑا، جو وہ ٹانگا تو یہ اُدھڑا

بریلو می مذہب کا فتوے | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح  
درود شریف کی فضیلت بالتفصیل فرمائی ہے۔ ویسے ہی الفاظ درود بھی خوب  
وضاحت سے تعلیم فرماتے ہیں۔

چنانچہ محدثین رحمہم اللہ نے درود شریف کے کم و بیش اسی صیغے نقل فرمائے  
ہیں جن میں سے ہر ایک کی ابتداء اللہ سے ہوتی ہے۔ اور اس میں آل و اصحاب  
کا ذکر بھی موجود ہے۔

جس سے ظاہر ہے کہ درود وہی منظور ہے جس کی ابتداء اللہ سے ہو اور  
آل و اصحاب کا ذکر ہو، اور جو درود ان دونوں سے محروم ہے وہ عند اللہ قبول نہیں  
چنانچہ بریلو می کے اعلیٰ حضرت نے ترجمہ قرآن کے حاشیہ و تفسیر میں اس  
حقیقت کو یوں ذکر کیا ہے:-

”مسند درود شریف میں آل و اصحاب کا ذکر متواتر ہے اور یہ  
بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول نہیں، اور درود شریف  
اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکویم ہے۔

علماء نے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی یہ بیان کئے  
ہیں کہ یا رب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عنایت عطا فرما،  
و دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما، ان کی شریعت  
کو بقا عنایت کر کے آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کہ ان کا  
ثواب زیادہ کر کے اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کہ

انبیاء و مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کٹر و عاشقہ ص ۵۴

سورہ احزاب - ۲۲

**بریلومی دوستو** آپ کے مجدد و امام نے روز روشنی کی طرح آشکار کر دیا کہ درود میں اللہ سے ابتداء اور آل کا ذکر شرط ہے۔ لہذا ایماندار می سے کہتے کہ آپ جو درود الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور صل علی نبینا و صل علی شفیعنا وغیرہ الفاظ سے پڑھتے ہیں، ان میں یہ موجود ہیں؟ اگر نہیں، تو پھر یہ بدعت ہیں یا نہیں؟

یہ آئی کون سی منزل، نہ ساحل ہے نہ دریا ہے

شناور بحرِ غم کا اب کہاں ڈوبے کہاں نکلے؟

**۴۔ خیانت کی مثال** تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۴۲ میں آیت کریمہ وَنَزَاهُ قَرِیْبًا کی تفسیر یوں لکھی ہے :-

”وَنَزَاهُ قَرِیْبًا، اِی الْمَوْمِنُوْنَ یَعْتَقِدُوْنَ کَوْنَهُ

قَرِیْبًا وَاَنْ کَانَ لَهٗ اَمْسٌ لَا یَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ

ترجمہ: مومن قیامت کے قریب ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں، اگرچہ اس کے لئے ایک مدت مقرر ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

لیکن اچھروی صاحب نے عوام کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے کی غرض سے اس حالہ کو مقیاسِ حقیقت طبع ثالث ص ۳۴ سطر ۱۹ میں یوں نقل کیا ہے:

”وَنَزَاهُ قَرِیْبًا، اِی الْمَوْمِنِیْنَ لِیَعْنِیْ مَوْمِنِیْنَ اِسْ کُوْ قَرِیْب

و دیکھتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومنین انبیاء علیہم السلام

اور اولیاء قیامت کو قریب دیکھتے ہیں۔

**مکمل فرمائیے** کہ تفسیر ابن کثیر کی عبارت سے صرف لفظ آئی المؤمنون نقل کر کے اس کے بعد کی عبارت بغیر ڈکار لئے اچھروی صاحب ہضم کر گئے ہیں تاکہ معنی بدل کر عوام کو فریب دیا جاسکے

اچھا! کتنے ظالم ہیں ایسے لوگ جو قوم کی رہنمائی کے دعویدار ہوتے ہوئے قرآن مجید کے معنی بدل کر عوام کو دھوکا دینے سے بھی شرم نہیں کرتے۔ اوس کس قدر قابل رحم ہے بریلوہی پارٹی کہ جس کے مذہبی پیشوا ایسے ہی مکار لوگ ہیں۔ شریعت ہوئی ہے نیکو نام ان سے بہت فخر کرتا ہے اسلام ان سے **شیطان مردود** اگرچہ تمام برائیوں کا قاتل و اعظم ہے۔ مگر باوجود اس کے اسے برائی سے شرم محسوس ہوتی ہے۔

**قرآن حکیم** نے اس مردود کی مذمت کو یوں نقل فرمایا ہے :-  
 كَسَبَ الشَّيْطَانُ إِذْ قَالَ لِلنَّاسِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرُوا قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكُمْ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (پہلا حصہ)  
 حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے شیطان کے متعلق اپنے صحابی سے فرمایا :-

أَمَّا أَنَا فَصَدَقَ دَهُدُكَ وَبَدَّكَ (مشکوٰۃ شریف مطبوعہ ملک سراج الدین) ۱۹۵۵ء  
 ترجمہ : اگرچہ وہ جھوٹا ہے مگر ہمیں اس نے حق بات بتائی۔  
 مگر اچھروی صاحب، کذب بیانی میں اس درجہ صاحب کمال ہیں کہ ان کے جھوٹ بولنے سے جھجک محسوس نہیں ہوتی۔

مذکورہ حقیقت کی تفصیل و مثال مطلوب ہو تو ان کے عمل و کردار کا مختصر تذکرہ خود ان کے الفاظ میں مقیاس حقیقت سے ملاحظہ فرمائیے۔  
 اچھروی صاحب مروجہ بریلوہی مذہب یعنی قبروں کو پختہ بنانے، ان پر

خلاف ڈالنے اور چراغ جلا لے، ان سے مدد و امداد طلب کرنے اور پھر سال  
عرس و میلہ وغیرہ جمیع رسومات کو اصل اسلام ثابت کرنے کی غرض سے  
پورے دثوق بلکہ خوب زور و شور اور دھوم سے لکھتے ہیں :-

”تمام دنیا میں پہلا شخص ابن تیمیہ اور دوسرا مصنف کتاب التوحید  
محمد بن عبد الوہاب نجدی ہے جس نے عرسوں کو گناہ کبیرہ کہا ہے  
اور قبور کی بے حرمتی کا اعلان کیا ہے“ (طبع اول ۱۲۵۵ھ طبع ثالث ۱۳۵۵ھ)

اچھروی صاحب کا دعویٰ آپ کے سامنے ہے جو اس امر کا ثبوت ہے  
کہ مرد جب عرس جوڑی بڑی خالقا ہوں (مزاروں) مثلاً لاہور میں حضرت ع  
بجویری رحمۃ اللہ علیہ، جن کو جہلا و انا گنج بخش اور پاکپٹن میں شیخ فرید رحمۃ اللہ  
علیہ کے مزار، جسے اہل بدعت ہشتی دروازہ کے نام سے تعبیر کر رہے ہیں  
اور پھر ملتان میں شیخ بہاء الحق اور شیرگڑھ ضلع ساہیوال کے مشہور مزار اور  
ہی دوسرے ان گنت مزارات بلکہ چھوٹی چھوٹی قبروں پر ہو رہے ہیں۔ اور  
فحاشی و بد معاشی اور مشرکانہ توہمات کا ثبوت ہیں۔ یا ان سے قدرے کم درجہ  
کے عرس جو کہ بریلوی علماء کی قیادت میں بریلویہ کے اعلیٰ حضرت اور شہر قیو  
ہیں سیاں شیر محمد وغیرہ کے مزارات پر ہوتے ہیں۔

ابتداء اسلام سے صلحاء کی قبروں پر ایسے ہی ہوتے آئے ہیں اور اب  
عرسوں کو منع کرنے اور گناہ کبیرہ کہنے والا تمام دنیا میں پہلا شخص ابن تیمیہ ہی  
جو کہ چھپویں صدی میں ہوا ہے اور اس کے بعد بارہویں صدی  
ہجری میں شیخ محمد نجدی نے ابن تیمیہ کے مذہب کو دوبارہ فروغ دیا ہے  
مشرکین | اچھروی صاحب لکھتے ہیں :-

”چنانچہ ان امور سے ان کا منع ان کے جواز کی بین دلیل ہے کیوں کہ

ان امور زبور کی حد سے زیادہ تعظیم اور ان پر غلاف ڈالنا، چیراغ جلانا اور مختلف رسومات سے ان پر اجتماع یا عرس و میلہ کرنے، کا ثبوت پہلے خیر القرون میں چلا آتا تھا اور ان کے شر القرون میں ان حنا ست مذکورہ امور کی نیکی ان کو جلی معلوم نہ ہوئی تو انہوں نے سب کیا اور دوسری دلیل کتاب التوحید کی خود مذکورہ بالا عبارت کا عنوان دیکھو اوپر پر کیٹ میں مذکور ہے کہ یہ صحیح ہو نہ ہو ولایت کرتا ہے۔

جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ اس زمانہ میں تمام علماء اور تمام عبادان امور کو مستحسن سمجھ کر اور خیر القرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کی سنت حسنہ پر عامل تھے اور مصنف ہذا اکیلا علماء و عباد امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجتماع امت کے خلاف چلا ہے جوئی کثیر المسلمین بالعلماء والعباد کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے بھی مسلمانوں کی کثرت اور علماء حقہ کا جم غفیر اور زمانہ کی جماعت ان ہی امور کے عامل تھے اور یہ من مثنا مثنا فی النار کی زد میں آ گئے۔

اسی کی ابتداء میں تمام فرقہ و ثابہ اور ولید سیدی مسلمانان دنیا کو کفر کے جعلی فتوے لگا رہے ہیں۔ اور انبیاء اور اولیاء کی دروجہ تعظیم سے بند کر رہے ہیں۔ (بلع اول ص ۵۵ طبع ثبات ص ۱۵۵)

**ناظر رہے** | اچھروی صاحب کا دعویٰ آپ ملاحظہ فرما چکے کہ صلحاء کی قروں کو بخیتہ بنوانا اور ان پر گنبد و عمارت کا کھڑا کرنا، غلاف ڈالنا، چیراغ جلانا، دو دو، نزدیک سے چل کر ان پر ہنست و تندرہ چڑھانا، ان سے بڑھت مشکل و مصیبت دوا دیا دیا چاہنا اور زیادہ استغاثہ کرنا اور سالانہ عرس و میلہ

گناہ وغیرہ مروجہ تمام رسومات صلی اللہ علیہ وسلم عہد خلافت راشدہ، زمانہ  
 نبویؐ، بلکہ ائمہ اربعہ، حضرت امام باقرؑ، ابو حنیفہؒ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ  
 رحمۃ اللہ علیہم کے وقت سے ہی نہیں، بلکہ ان کے قول و فتوے سے ہوتے ہیں  
 آ رہے ہیں۔ مذکورہ تمام امور کو روکنے اور منع کرنے والا تاریخ اسلام میں  
 پہلا شخص ابن عباسؓ اور دوسرا شیخ محمدؒ ہے۔

**بریلوی و دیگر** آپ ہیں اگر کچھ دینی بغیرت، خدا کا خوف اور رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت، خلفاء راشدین اور ائمہ  
 سے کوئی واسطہ یا محبت ہے تو آپ کا فرض ہے کہ اچھروی صاحب کو مجبور  
 کہہ دیا کہ اہل سنت کی تفاسیر، کتب احادیث اور ان کی شروح، کتب  
 سیر و رجال سے بالفاظ واضح یہ دکھادیں کہ :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد اور دیگر اجلہ صحابہ  
 رضی اللہ عنہم کی قبروں کو نچتہ بنوایا اور سروجہ تمام امور کو  
 ٹوڑ کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہنے کا حکم دیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے بعد خلفاء راشدین اور دوسرے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ان تمام مروجہ تدبیرات  
 کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اور سنت ثابت سمجھنے  
 ہوئے اور کہتے رہے۔

حقہ کہ ائمہ اربعہ نے اپنے اساتذہ دیگرہ، صلحاء کی قبروں کو نچتہ  
 بنوایا اور ان پر مروجہ عرش وغیرہ کرواتے اور اپنے بعد آنے  
 والے مسلمانوں کو قیور پر ہونے والی مروجہ تمام رسومات کو ادا  
 کرنے کا فتوے دیا۔ یا فقہ حنفیہ کی درسی کتب، فقوری، ہدایہ  
 کنز اور شرح قنایہ وغیرہ میں قبروں پر ہونے والی تمام مروجہ رسومات کا حکم و

فتوے واضح الفاظ میں موجود ہے۔

اگر تو اچھروی صاحب اپنا دعویٰ ثابت کر دکھائیں کہ ابتدائے اسلام سے  
عربوں اور قبروں کی مروجہ تعظیم ہوتی چلی آئی ہے تو آپ کو بریلو پست مبارک درود  
آپ کا اخلاقی و مذہبی فرض ہے کہ اچھروی صاحب یا بریلووی مذہب سے تائب  
ہو کہ مسلمان ہو جائیں اور اچھروی صاحب کے باطل دعویٰ اور غیر القرون پہلے  
بہتان عظیم سے اپنے بعد آنے والے تمام مسلمانوں کو آگوا کر جائیں

یہ شاید نقص ہی ہیں عمریں گنوائیں

گئیں بھول صحرا کی جن کو قضا گین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح فرمان  
اور حنفی مذہب کے ساری شارحین حدیث

قبر پرستی اور عرسوں کی حقیقت

یعنی حضرت لال علی قاری جسے مجدد بریلوویہ خان صاحب بلکہ خواجہ اچھروی صاحب  
بھی اپنی تصنیفات میں بطور سند و دلیل بار بار پیش کرتے ہیں، کی مرقاة شرح  
مشکوٰۃ کے عربی الفاظ اور ان کا اردو ترجمہ مولانا نواب قطب الدین دہلوی کا  
تکم سے ملاحظہ فرمائیے۔ جسے اچھروی صاحب بریلو پست کا بہت بڑا رکن و  
زبردست حامی اور ولایت کا سب سے زیادہ رد کرنے والا مانتے ہیں۔  
خیاںچہ اچھروی صاحب کہتے ہیں :-

”مولوی احمد علی صاحب کے بڑے شاگرد نواب قطب الدین صاحب

جنہوں نے مشکوٰۃ کی اردو شرح (مظاہر حق) بھی لکھی ہے مولوی

نذیر حسین صاحب (دہلوی) جب کبھی ولایت کا مسئلہ جاری فرماتے

یا تحریری اشاعت کرتے تو نواب صاحب کو ہدایت گوہی اس کا جواب

لکھ کر صبح کو شائع کر دیتے اور مسلمانوں پر حقیقت واضح ہو

جاتی اور وضو کے سے نزع جاتے (مقیاس حنفیت طبع اول صفحہ ۲۵) طبع ثانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔ اللہم لا تجعل قبری  
وثنای علیہما تحدیث کی شرح فرماتے ہوئے نہ ملاحظہ فرمائیے۔

**علامہ علی قاری**

دای لا تجعل قبری مثل الدفن فی تعظیم الناس و

عودہم للزیارت لہم بد لہم واستقبالہم نحو

فی السجود کما نسمع ونشاهد الان فی بعض المزارات والمشاہد،

(مرقاۃ حلیہ ص ۲۵۴ مطبوعہ مصر)

یا اللہ! نہ کر میری قبر کو مانند بت کے بیچ تعظیم

**نواب قطب الدین کا**

کرنے لوگوں کے اور بار بار آنے ان کے واسطے

**مذکورہ الفاظ کا ترجمہ**

زیارت کے یعنی بطور میلے دھڑس کے اور متوجہ ہونے کے طرف اس  
کی واسطے سجدہ (دیگرہ) کے جیسا کہ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ ہم اب بعض  
مزارات بزرگوں، اور مقامات کو مثل استہان (بت) وغیرہ کے

(مظاہر حق جلد ۱ ص ۲۵۳)

رکن مذہب حنفی حضرت علی قاری صاحب اور بقول اچھری

**حقیقت ظاہر ہو گئی**

بہ بیعت کے سب سے بڑے حامی حضرت نواب قطب الدین

کے اعلان اور فیصلہ سے ظاہر ہے کہ صلحا کی قبروں کی تعظیم، ان پر گنبد و عمارت  
بنانا اور غلات ڈال کر، چیراخ عطا کر، ان کا طواف اور سجدہ، پھر ان کے پاس  
اعتکاف اور سالانہ اجتماع بصورت عرس و ختم و ایصال ثواب وغیرہ کے نام  
سے کیا جائے تو اس وقت یہ قبریں مثل دفن، استہان یا بت وغیرہ کے ہو جاتی ہیں  
اور ان امور کو تبسور صلحا کی تعظیم کا نام دینا کفر و شرک ہے۔

دربار رسالت اور خلافت راشدہ کا فیصلہ | حنفی مذہب کے شارحین نے جو



کچھ اعلان فرمایا اس کی دلیل وسند اخلافت راشدہ کے فیصلہ سے ملاحظہ فرمائیے۔  
 ۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ابی الہیاءؓ کہتے ہیں کہ  
 امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے عہد خلافت میں  
 مجھ نہ پایا۔

(۱) "الا اجشک علی ما یقتضی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم ان لا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبرا  
 مشرفا الا سویتہ" صحیح مسلم مع نوہی مطبوعہ نور محمد حیدر ص ۲۱۲  
 (۲) دوسری حدیث میں "ولا صودۃ الا طمستہا" بھی وارد ہے۔ جس کا  
 ترجمہ یہ ہے کہ ہم آپ کو ایسے کام پر مامور نہ فرمائیں کہ جس پر خود رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں مامور فرمایا۔ وہ یہ کہ :-  
 نہ چھوڑے کوئی تصویر پر یا بیت حتیٰ کہ ملیا سیٹ کہ دے اس کو  
 اور نہ چھوڑے کوئی نختہ و بلند قبر حتیٰ کہ اس کو نہ بن کے یہاں پر  
 کر دے۔

**حضرت امام شافعیؒ** عہد رسالت اور خلافت راشدہ میں اونچی و بلند نختہ  
 قبروں اور پتوں وغیرہ کی بناء ہی کا جو قانون فیصلہ  
 جاری ہوا، اس کے عمل و نفاذ کا جو معمول خیر القرون میں جاری و ساری رہا  
 اس کی چشم دید شہادت امام شافعیؒ کی زبانی سنئیے :-  
 امام نوویؒ رقمطراز ہیں کہ :-

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی خود نوشت کتاب الاقم میں لکھتے ہیں :-  
 وروایت الاقمہ بکلمۃ یا مرون بخدم ما یبنی و یؤید الہام  
 قولہا ولا تبارع مشرفا الا سویتہ صحیح مسلم مع نوہی حیدر ص ۲۱۲

ترجمہ: ہم نے اپنے عہد کے شاہیر ائمہ مکہ مکرمہ کو یہ حکم اور فتویٰ دیتے ہوئے ہمیشہ خود دیکھا کہ قبروں پر گنبد وغیرہ جو عمارت بھی ہے اس کو گرا کر قبر زمین کے برابر کر دی جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ :  
 "کبھی پختہ و اونچی قبر کو نہ چھوڑا جائے مگر اسے زمین کے برابر کر دیا جائے"

یہ امر پختہ و بلند قبروں اور ان پر کی تمام عمارتوں کو گرا دینے کی دلیل ہے۔  
 وہاں ہے کہ اللہ عز و جل کوئی ایسی جماعت اور مجاہد پیدا فرما کر ایک بار پھر اس فیصلہ کو عملی صورت میں نافذ و کامیاب فرمائے، آمین قسم آمین۔

امام ابن ہمامؒ ملا علی قاریؒ نے مذکورہ حدیث کی شرح میں امام ابن ہمامؒ جو حنفی مذہب کے نامور مجتہد اور استاذ الاساتذہ شمار کئے جاتے ہیں اور جن کی وفات ۸۷۵ھ اور پیدائش ۷۴۰ھ میں ہوئی، کا قول یوں نقل کیا ہے

هو الذي بنى عليه حتى ارتفع ..... وقال ابن

الهيثم هذا الحديث محمول على ما كانوا يفعلون من

تقليد القيسور بالبناء الحالي (در تارة جلد ۲ ص ۴۹ باب من المیت)

اس حدیث کا منشا یہ ہے کہ قبر کی کھدائی سے جو مٹی برآمد ہوتی ہے اس سے زائد جو عمارت بھی تعمیر کی جائے اس کو تباہ و برباد کر کے قبر کو ایک بالشت کی بلندی کے برابر باقی چھوڑا جائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

مزید سنئے

"تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یحفظوا

القبر وان لقیل علیہ وان ینبی علیہ (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۱۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ نہانے اور ان

پر گنبد و عمارت وغیرہ کھڑا کر نے سے منع کر دیا ہے۔

**حقیقت ظاہر ہو گئی** نامور فقہاء حنفیہ کے فیصلہ اور حدیث کے واضح الفاظ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی چشم دید شہادت

سے ظاہر ہو گیا کہ اچھروی صاحب کی یہ ہریان کہ وہ۔

تمام علماء و عباد ان امور و قبروں کی مروجہ تعظیم اور غرسوں وغیرہ (کو مستحسن سمجھ کر خیر القرون کی سنت حسنہ پر عامل تھے) اور —

ابن تیمیہ ہی وہ پہلا انسان ہے جس نے غرسوں کو گناہ کبیرہ کہا۔

کی حقیقت ظاہر ہو گئی کہ اچھروی صاحب کی ہرزہ سرائی ادھوکہ و قریب ہے۔

کیونکہ عہد خیر القرون میں جبکہ تختہ قبروں اور پتوں کو ایک ہی مقام و حیثیت دے کر گرانے اور متباہ کرنے کا حکم و آرڈر تھا تو پھر تختہ قبروں پر غلاف و چراغ اور سالانہ غرس و اجتماع کا تو وہم و گمان ہی سر اسر پکڑا ہے۔

یہی شیخ اسلام روشن کریں گے بیٹوں کا یہی نام روشن کریں گے

خان صاحب نے ایک رسالہ "انوار البیارت" فی مسائل الحج والذیارت لکھا ہے جس

**روضہ انوار کی زیارت**

میں زیارت روضہ انوار سے متعلق ہدایات کی ایک مہی فہرست پیش کی ہے۔ ان میں سے تین نمبر پیش خدمت ہیں:-

"مطابق خبردار: حوالی شریف کو پوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو۔

کیونکہ خلاف ادب ہے۔ بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب

نہ جاؤ۔ (انوار البیارت ص ۱۱ مطبوعہ مکتبہ روضیہ آرام باغ کراچی)

۳ روضہ انوار کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا ٹھیکو کہ رکوع

کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت

سہ۔ دارالانوار البشارت میں مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی،

نے واضح کر دیا کہ مرقد انور کے گرد طواف واعتکاف، بطور

## خالصا حب

مسلم چھینا اور سجدہ رشتی کہ جالی شریف کو تبرکاً چھوٹا، یا اسے  
پوسہ دینا یا رومال وغیرہ تہراً کا ملنا دنگاتا، یہ تمام امور خلاف شریعت اور حرام ہیں  
ان سے احتراز کرو۔ آپ کا ادب و احترام اور تعظیم آپ کی اطاعت میں ہے۔

غرض کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

درد و سلام جالی شریف سے چار ہفتہ دور حاصل ہو کھڑے ہو جاؤ۔

۱۱۔ الحمد للہ اب کہ دل کی طرح مٹھا رامنہ بھی اس پاک جالی کی طرف

ہے جو اللہ عز و جل کے محبوب عظیم انسان صلی اللہ علیہ وسلم کی آرامگاہ

نہایت ادب و وقار کے ساتھ آواز حزین و صورت درد آگین و

دل شرمناک و جگہ چاک چاک، معتدل آواز سے نہ بلند و سخت

کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں۔ نہ

نہایت نرم و لپٹ کیونکہ سنت کے خلاف ہے۔

دارالانوار البشارت میں مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرامگاہ جہاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف فرما ہونا یقینی

## خالصا حب نے فیصلہ کر دیا

ہے وہاں بلند آواز موجب ضبط اعمال ہے۔

پس اگر تو آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو پھر مساجد اور مجالس میں بلند آواز

سے سلام و درود کا شور بلکہ گھروں اور بازاروں وغیرہ کی غوغا آرائی اور لاؤڈ سپیکر

پر وعظ و خطبہ یقیناً ضبط اعمال کا موجب ہے۔ اگر روضہ انور سے دور علیحدہ

یہ امور جائز ہیں تو پھر عقیدہ حاضر و ناظر باطل و بیکار ہے

نہیں جانتے یہ کہ جاتے کدھر ہیں گئے بھول رستہ یا وہ راہ پر ہیں !

من نہ گویم این کن یا آن کن مصلحت ہیں و کار آسان کن

قبروں کی تعظیم و بوسہ | حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ جنہیں بریلوی سیت  
غوث الاعظم اور مشکل کشا مانتے ہوئے ان کے نام کے وظیفے جیتے اور گیارہویں  
دیتے ہیں۔

آپ کی پیدائش ۱۶۷۵ء اور وفات ۱۷۵۱ء ہے آپ اپنی کتاب غنیۃ  
الطالبین میں رقمطراز ہیں :-

و اذا نازقبرا لا یضع یدہ علیہ ولا یقبلہ فانہ

عادیۃ الیہود ( غنیۃ الطالبین مطبوعہ اسلامیہ لاہور ص ۱۸ )

ترجمہ: جب کسی بزرگ کی قبر کی زیارت میسر آئے تو نہ ہی تو قبر کو بطور تبرک  
چھوا جائے اور نہ ہی اس کو بوسہ دیا جائے لیکن قبر پر ہاتھ لگا کر منہ آٹکھوں پر  
نہ رکھا جائے کیونکہ یہ یہود کی عادت ہے۔

پیر صاحب کا فیصلہ | بلقظم آپ ملاحظہ فرما چکے کہ بزرگوں کی قبروں  
کی مروجہ تعظیم و تکریم یہودیت ہے جس سے ظاہر ہے کہ ابتداء اسلام سے چھٹی  
صدی ہجری کے وسط تک کے علماء و فقہاء کرام کا متفقہ فتوے یہی چلا آیا  
ہے جسے پیر صاحب یہودیت اعلان فرما رہے ہیں۔

گرا اسلام کی کچھ حیثیت ہے تم کو ؟

تو حبلہ می سے اٹھو اور اپنی خبر لو

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ | یہ امر محتاج تعارف نہیں کہ حضرت پیر صاحب  
اور امام ابن تیمیہ حنبلی المذہب مشہور ہیں۔ پس ابن تیمیہ نے جو کچھ قبروں کی  
تعظیم اور عرسوں وغیرہ کے خلاف لکھا ہے وہ درحقیقت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے قول و فتوے کی ترجمانی اور وضاحت ہی ہے کیونکہ آپ حضرت پیر صاحب سے ایک صدی بعد پیدا ہوئے ہیں اور آپ نے قبور کی تعظیم اور عرسوں وغیرہ کے خلاف جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت پیر صاحب کے فتوے کی شرح میں لکھا ہے۔ لہذا پھر وہی صاحب کی جملہ ہرزہ سرائی بالکل محبت ہے۔

**اہل کتاب کی قبر پرستی** | حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر ہو چکا کہ صلیحی قبروں کو بطور تبرک چھونا (بانتہ لگانا) اور بوسہ وغیرہ یہود و نصاریٰ کی عادت اور خصلت ہے۔

ذیل میں یہود کی قبر پرستی اور ان کی تعظیم و تکریم کی مذمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاحظہ فرمائیے۔ احادیث اگرچہ بکثرت ہیں مگر ہم صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث نقل کرتے ہوئے حنفی مذہب کے رکن خاص نامور شارح سے اس کی تشریح و وضاحت عرض کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا:-

لعن الله اليهود والنصارى التخذوا قبور  
انبياءهم مساجداً متفق علیہ (مشکوٰۃ باب المساجد)  
ترجمہ: یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے  
انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔

**حنفی مذہب کے رکن** | علامہ علی قاری جن کی وفات حسب تصریح کشف الظنون مصنف علامہ غلیبی حنفی <sup>۱۰۱۶ھ</sup> یا بالفاظ دیگر شیخ محمد سجدی سے ایک صدی پہلے گزرے ہیں۔

مذکورہ حدیث کی شرح فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

قال الطيبي كانه عليه السلام عرف انه مرتقل  
 وخاف من الناس ان يعظموا قبره كما فعل اليهود  
 والنصارى فعرض يلغونهم لئلا يعاملوا معه ذلك  
 فقال لعن الله اليهود والنصارى سبب لغنهم اما  
 لانهم كانوا يعبدون لقبور انبياءهم تعظيمهم  
 وذلك هو الشرك الجلي ..... فتلى النبي صلى الله  
 عليه وسلم امته عن ذلك اما المشاهدة ذلك الفعل  
 سنة اليهود .....

وقال القاضى كانت اليهود والنصارى يسجدون بقبور  
 انبياءهم ويجعلونها ما قبله ويتوجهون في الصلاة  
 نحوها فقد اتخذوها اوثانا فلذلك لعنهم ومنع  
 المسلمين عن مثل ذلك (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علی تارمی جلد ۴ ص ۲۵۶)

**مظاہر حق** اتاری صاحب کی شرح کا اردو ترجمہ بھی ہندوستان کے  
 مسئلہ حق بزرگ مولانا اب قطب الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی قلم سے  
 پڑھتے :-

”جب جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اجل نزدیک پہنچی ہے  
 اور ڈر سے امت سے کہ سیاہا قبر شریف کو سجدہ کریں، جیسے کہ یہو  
 و نصاریٰ انبیاء کی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ پس آگاہ کیا اس  
 کے منع ہونے پر یہاں تک لعنت کر گئے یہود و نصاریٰ کے (مظاہر حق جلد ۱ ص ۱۱۱)  
**فتح الساری** | مسئلہ حق بزرگوں کی شرح و ترجمہ کو ذہن نشین رکھتے  
 ہوئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بھی سنیستے ہی چلتے :-

وكانه صلى الله عليه وسلم علم انه موثقل من  
 ذالك المرض نخاف ان يعظم قبوه كما فعل من  
 مضى فلعن الله اليهود والنصارى اشارة الى  
 ذم من يفعل فعلهم وقوله اتخذوا جملة مستأنفة  
 على سبيل البيان لموجب اللعن وفتح الباري جلد ۱ ص ۴۲۳

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سمجھ لیا کہ یہ بیماری پیغام  
 موت ہے۔ پس آپ اس امر سے خوف زدہ ہوئے کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری قبر  
 شریف کی تعظیم و تحکیم بھی اسی طرح شروع ہو جائے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے  
 اپنے انبیاء کی قبروں کی کرتے چلے آ رہے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے قبروں کی تعظیم کی مذمت کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی۔  
 حنفی شارح شیخ عبدالحی الحکات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:-

”فخشى ان يفعل بعض امته بقبوة الشریف ما  
 فعلته اليهود والنصارى بقبور انبيائهم فنسى  
 عن ذالك

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سمجھ لیا کہ اس بیماری سے  
 وفات ہونے والی ہے تو آپ خوف زدہ ہوئے کہ کہیں جہلاء امت  
 ہمارے مرقد النور (قبر شریف) کی ایسی ہی تعظیم و شروع کر دیں جیسا کہ  
 اہل کتاب اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کی کرتے آ رہے ہیں۔ پس آپ نے  
 قبر شریف کی تعظیم سے روک دیا، یہود و نصاریٰ نے پر لعنت فرمائی اور امت  
 کو اس فعل سے متنبہ و آگاہ کر دیا۔

مزید فرماتے ہیں | والدلیل علی ذم الجہلین قوله صلی اللہ



عليه وسلم اللهم لا تجعل قبوري وثنا ليعبدوا  
 غضب الله على قوم اتخذوا قبور انبياءهم مساجد  
 ترجمہ: قبروں کی تعظیم وغیرہ کی ذمت کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی یہ دعا ہے کہ :-

یا اللہ میری قبر کو ایسا نہ کرنا کہ لوگ بتوں کی طرح اس کی پرستش شروع  
 کر دیں ۔

اور امت کو آگاہ فرماتے ہوئے مہذبہ کہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ  
 غضب اس قوم پر ہے جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔  
 بنانا نہ تربت کو میری منہم تم نہ کرنا قبر پر میری سرگوشم تم  
 بریلوی قائد مفتی منجم الدین صاحب خالصاحب کے ترجمہ قرآن کے  
 تفسیری فوائد بیان کرتے ہوئے وَلَا يَتَّخِذْ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا ۚ وَنُؤْمِنُ  
 دُونِ اللَّهِ الْآيَةِ کا حاشیہ لکھتے ہیں :-

جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے احبار و رہبان کو رب بنایا کہ انہیں  
 سجدہ کرتے اور ان کی عبادتیں کرتے ۔

شارحین اخاف کی قلم سے واضح ہو گیا کہ قبور کی تعظیم و تکریم قبروں

رہبتوں کی مانند بنا دیتی ہے ۔ چنانچہ اللهم لا تجعل قبوري وثنا  
 الحدیث (اے اللہ میری قبر کو ایسا نہ بنائیو کہ جہلاتوں کی طرح  
 کی پوجا شروع کر دیں) اس امر کا ثبوت ہے ۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مروی ہے

فَلَوْلَا ذَلِكَ لَابْدُ قُبُورُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خَشِيَ أَنْ يَتَّخِذَ

”مسجداً“

ترجمہ: اگر یہ خطرہ پیش نظر نہ ہوتا کہ کہیں امت قبر شریف کو یہود و نصاریٰ کی طرح عبادت گاہ نہ بنالے، تو آپ کا مرقہ النور حجرہ شریف سے باہر بنایا جاتا۔

گویا کہ مرقہ النور کے حجرے میں بنوانے کی حکمت یہی تھی کہ امت کا جاہل طبقہ یہود و عیسائیوں کی طرح کہیں قبر شریف کی پرستش ہی نہ شروع کر دے۔

**خلاصہ و مطلب** | شیخ محمد نجدی نے کتاب التوحید میں جو کچھ قبروں کی تعظیم اور عرسوں کے خلاف لکھا ہے وہ علی قاری حنفی کے قول و فتوے کی روشنی میں لکھا ہے۔ لہذا اچھر دہی صاحب کا یہ دعوے کہ :-

”قبروں کی تعظیم و تحکیم بذریعہ عرس اور میلہ اور ان پر چرمان و غلاف سنت خیر القرون ہے“

لاف زنی ہے۔

اسلام الہی تعظیم سے بالکل انکار ہی ہے، اس لئے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو سچتہ بنانے سے منع کر دیا۔ نہ صرف یہی بلکہ بلند و سچتہ قبروں کو بتوں کی ذیل میں شمار کرتے ہوئے ان کو مسمار کرنے کی غرض سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مامور فرمایا اور حضرت علیؑ نے اپنے عہد خلافت میں اس حکم کو عملی طور پر جاری کرنے کی غرض سے ابی الہیاج کو مامور فرمایا جسے کہ اس حکم کا نفاذ و اجراء حضرت امام شافعیؒ نے سچشم خود اپنے زمانہ میں مشاہدہ فرماتے ہوئے کتاب الامم میں نقل کیا ہے۔

چنانچہ حدیث کے واضح الفاظ یہ ہیں :-

”لعن اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زناشوات القبور و المتخذین علیہا المساجد و السرج رواہ البخاری“

والتمذی والنسائی (مشکوٰۃ باب المساجد ص ۷ طبعہ نور محمد دہلی)  
 ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی  
 اور قبروں کو مسجد بنانے اور ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔  
 ایسے ہی سالانہ عرس و اجتماع وغیرہ کو رسول اللہ ﷺ کی حرمت  
 نہ لا کر تعلقہ اقبیدی عید کا اعلان فرما کر عرسوں وغیرہ کی حرمت  
 و ممانعت واضح فرما دی جس کی تشریح و وضاحت ملا علی قاریؒ اور نواب  
 قطب الدین سے ہو چکی۔

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ یہ کام اہل اسلام کے نہیں بلکہ یہ کردار یہود و  
 نصاریٰ کے ہیں چنانچہ لعن اللہ الیہود و النصارى الحدیث کے الفاظ  
 اور حنفی شارحین حدیث ملا علی قاریؒ، شیخ عبدالحی و بلوہیؒ اور نواب قطب  
 الدین و بلوہی رحمۃ اللہ علیہم کی تشریح اور خاتمہ الحفاظ حافظ ابن حجرؒ کی تصدیق  
 سے ذکر ہو چکا۔

تیرے رندوں پہ سارے کھل گئے اسرارِ دیں ساقی  
 ہوا علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین ساقی

## یہودیت اسلامی بھڑپ ہیں

بریلویہ کا پسختہ قبریں بنوانا اور ان پر چراغ جلانا، خلاف ڈالنا اور عرس  
 وغیرہ، یہ سب اہل کتاب کی تقلید ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کا اس سے کوئی  
 تعلق نہیں۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بطور دلائل نبوت یہ پیشین  
 گوئی فرمائی کہ :-

امت کے جملہ کا بد نصیب گروہ بعد اپنے پیشواؤں کے  
اہل کتاب کا نمونہ ثابت ہو گا۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے الفاظ یہ ہیں :-

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ امْتِي بِأَخْذِ الْقُرُونِ

قَبْلَهَا شَبْدًا لِّشَبْدٍ وَذِرَاعًا بِزِرَاعٍ فَخِيفَ لَهَا

رَسُولُ اللَّهِ كُفَادَسٍ وَالرُّومُ فَقَالَ وَمَنِ النَّاسِ

إِلَّا أَوْلَاكَ (فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۱۳ ص ۲۵۶)

ترجمہ : قیامت واقع نہیں ہوگی جب تک کہ امت کی اکثریت پہلی  
قوموں کی نمونہ نہ ہو جائے۔ اس پر صحابہؓ نے غرض کیا :-

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا مسلمان کفار فارس اور کفار

روم کا کردار اختیار کر کے ان کا نمونہ ہو جائیں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا :-

”ہاں فارس و روم کے کفار ہی کی تقلید اختیار کر کے ان کی

عملی تفسیر ہو جائیں گے۔“

دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں :-

لَتَجْمَعَنَّ مِنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شَبْدًا لِّشَبْدٍ وَذِرَاعًا

بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جَحْرَضَبَ تَبَعْتُمْ وَهُمْ

قَبِيلُ يَارِيسَ لَعَلَّاهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ

(بعالہ مذکور)

ترجمہ : ضرور ہے کہ امت کی اکثریت ہو ہو پہلی امتوں کی مانند

مثل ہو جائے۔ حتیٰ کہ پہلی امتوں سے کوئی غلبہ و سائدھے کی سولہ

ہیں بھی داخل ہوا ہو گا تو ضرور ہے کہ امت سے کوئی ایسا بھی کر ہی گزریگا

یہ سن کر صحابہؓ نے عرض کیا :-

یا رسول اللہ ﷺ کیا امت کے لوگ یہود و نصاریٰ کی مانند ہو جائیں گے ؟

جواباً فرمایا :-

”یہ ہو کر رہے گا۔“

**دونوں حدیثوں کی مطابقت** | خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر دونوں حدیثوں کی تطبیق بیان کرتے ہوئے رطب اللسان ہیں کہ :-

لہذا ہر دونوں حدیثیں اگرچہ مختلف ہیں لیکن پہلی میں اہل فارس و روم کا نمونہ ہونے کی تصریح ہے اور دوسری میں یہود و نصاریٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کی وضاحت۔ لیکن دونوں کا مقصود صرف ایک ہی ہے۔ اس لئے کہ علامہ کرمانی فرماتے ہیں :-

”الذوم نصاری و قد کان فی القدس یهود“

یعنی اہل روم میں اکثریت نصاریٰ کی ہے اور فارس میں یہودی لوگ بھی آباد ہیں۔ لہذا مطلب واضح ہے کہ مسلمان اہل کتاب کا نمونہ ہوں گے۔“

**علامہ عینی** | رقمطراز ہیں :-

”فان قلت هذا مما شذ بهما تقدم التفاضل“

”انبار میں (رقبت) الذوم نصاری و فی القدس یهود“

”یہود و نصاریٰ شذ بہما“

”یہود و نصاریٰ شذ بہما“ اگرچہ اس کے دوسری حدیث پہلی حدیث کے خلاف ہے، اس لئے کہ اس میں فارس و روم کا نمونہ ہونے کی تصریح

۱۱  
ہے اور دوسری حدیث میں یہود و نصاریٰ سے کی عملی تفسیر سونے کی وضاحت  
تو میں پورے سے دعوے سے یہ کہوں گا کہ :-

اہل روم چونکہ عیسائی ہیں اور ملک فارس میں یہود بھی آباد ہیں،  
اس لئے دونوں حدیثوں کا فشاہی ہے کہ امت کی اکثریت  
یہود و نصاریٰ سے کا منہ ہو کر رہے گی :-

## تاریخ کی روشنی میں

احادیث اور شارحین کی واضح تشریحات سے قطع نظر تاریخی شواہد بھی  
اس امر کا ثبوت ہیں کہ عراق کا ملک و علاقہ مدت مدید و عرصہ بعید سے فارس  
کے زیر حکومت رہنے کی وجہ سے فارس کا جزو و لا ینفک قرار پا چکا تھا۔  
مزید برآں خود عراق کی آبادی بھی کچھ اس قسم کی تھی کہ مشرکین قبائل عرب کے  
ساتھ ہی ساتھ عراق میں یہود اور نصاریٰ بھی آباد تھے۔ نہ صرف یہی بلکہ  
عراق کی سرحدیں چونکہ شام سے ملتی ہیں اور شام عیسائیت کا مرکز اور روم کی  
زیر حکومت ہونے کے سبب سے روم کا جزو و شمار ہو رہا تھا۔ حالانکہ شام  
کی اکثریت مشرک عربوں پر مشتمل تھی۔ تاہم فارس و روم کا درمیانی ملک ہونے  
کی حیثیت سے عراق، روم و فارس یعنی یہودیت و عیسائیت سے بھی متاثر تھا  
سب سے بڑی بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اہل  
عراق کفر پر اس درجہ مصرّ تھے کہ اسلام اور مسلمانوں کو اذیت دیتے ہیں  
تمام ہمسایہ ملکوں سے پیش پیش تھے۔ نہ صرف یہی بلکہ سرزمین عراق فطری  
طور پر ہی چونکہ فتنہ و فسادات کا مرکز اور کفر کا سرچشمہ واقع ہوئی ہے۔

بنابرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق کو اس الکفر اور فتنہ و  
 فسادات کا منبع اور شیطانی کردار کا مرکز ہی دارالاشاعت قرار دیا ہے۔  
 چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عراق سے متعلق پیشین گوئیوں اور  
 صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال اور تاریخ و جغرافیہ کی تصریحات اور عراق سے  
 ظاہر ہونے والے فتنوں اور اس سے پیدا شدہ گمراہ فرقوں کی تفصیل ہم  
 اپنے رسالہ اکمل البیان میں پورے شرح و بسط سے بیان کر چکے ہیں کہ قیامت  
 تک کے وہ تمام ہولناک فتنے جو امت پر آنے والے ہیں، وہ سب کے سب  
 عراق ہی سے ظاہر ہوں گے۔

**مقصود و مدعا** یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشین گوئی  
 جو یوں ارشاد فرمایا کہ :-

اُمت کی اکثریت یہود و نصاریٰ کے کا عملی نمونہ ثابت ہوگی۔  
 اس کا آغاز و ظہور اور ابتداء عراق ہی سے ہوئی۔ یعنی یہود و نصاریٰ  
 کے عمل و کردار کا مظہر اتم عراقی لوگ ہی ثابت ہوئے اور ان کے مذہب و  
 طریق کو روز افزوں اس درجہ ترقی ہوئی کہ عالم اسلام کی بہت بڑی اکثریت  
 عملاً یہود و نصاریٰ کے مذہب و طریق یعنی قبر پرستی کی علمبردار ہو رہی ہے۔  
 جو بات نبی فرماتے ہیں معیار صداقت ہوتی ہے  
 خود لفظ شکل بن جاتے ہیں اور سچی ثابت ہوتی ہے

**اسلام میں لکھو دیتے کو کیسے فروغ ہوا ؟**  
 احادیث اور حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ کے فرمان سے یہ حقیقت ظاہر  
 ہو چکی ہے کہ قبروں کی مروجہ تعظیم و تکریم یہودیوں کا طرز عمل ہے۔

اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ یہودیانہ رسم و رواج مسلمانوں میں کیونکہ جاری ہوا اس کی جستجو کے لئے زیادہ کتابوں کی ورق گردانی کی ضرورت نہیں، کیونکہ پیر صاحب نے غنیۃ الطالبین میں روافض کے مذاہب اور فرقوں کی فہرست پیش کرتے اور ان کے مخصوص عقائد و اعمال گنواتے ہوئے پورے دعویٰ سے لکھا ہے :-

فقد شہت مذاہب الدوافض بالیہودۃ قال  
 الشعبی محبة الدوافض محبة الیہود (غنیۃ مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور)  
 ترجمہ: پس تحقیق رافضی یہود کے مشابہ ہیں۔ شعبی فرماتے ہیں کہ :-  
 ”روافض سے محبت کرنا یہود سے محبت کرنا ہے۔“  
 رافضیوں کی اگر پوری تاریخ بیان کی جائے تو مضمون طویل ہو جائے گا اس لئے یہاں صرف یہی ذکر کر دینا کافی ہے کہ صنعا جوین کا سرسبز و شاداب علاقہ ہے، اس میں یہودی النسل لوگ آباد تھے۔  
 ان کا سرگرم عبداللہ بن سبا تھا جو نہایت ہوشیار تھا۔ قوم اسس کو عزت کی نظر سے دیکھتی۔ خلافت عثمانیؓ میں جب صنعا کا علاقہ فتح ہوا اور پوری قوم نے اسلام قبول کر لیا تو ابن سبا دربار خلافت میں حاضر ہو کر خاص منصب کا خواہاں ہوا۔ خلیفہ وقت نے اس کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اس کی درخواست کو رد کر دیا۔

پس اس نے فطری تقاضا کے تحت جل جہنم کو امیر المؤمنین کے خلاف غلط پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے بلو کر تنبیہ فرمائی، مگر یہ باز نہ آیا۔ حضرت عثمانؓ نے اسے مدینہ منورہ سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔



چنانچہ یہ مدینہ منورہ سے نکل کر بصرہ پہنچا اور اپنی عداوت کو بروئے کار  
 یعنی حضرت عثمان کے خلاف خوب زور و شور سے پروپیگنڈا شروع کر  
 جس کا نتیجہ شہادت عثمان کی صورت میں برآمد ہوا۔

جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے اور صحابہ کی اکثریت نے حضرت عثمان کو شہید  
 کرنے والے بلوایوں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ نے اپنی کسی خاص مصلحت کے پیش نظر اس مطالبہ کو پورا نہ کیا تو صحابہ  
 رضی اللہ عنہم کی الگ الگ دو جماعتیں ہو گئیں۔

اس وقت ابن سبا کو اپنے بغض و عداوت کو بروئے کار لانے کا خوب  
 موقع پیش آیا۔ پس اس نے اسلامی لباس میں یہودیت کو فروغ دینے کا فیصلہ  
 کیا۔ چنانچہ اس نے مسلمانوں کے گمراہ کرنے کے لئے پہلی طرح تو یہ ڈالی۔  
 ”علیہ السلام جب کہ دوبارہ دنیا میں تشریف لاسکتے ہیں تو  
 افضل الانبیاء اور سید الرسل اس سے زیادہ احق ہیں کہ وہ  
 دوبارہ تشریف فرما ہوں۔“

لیکن اس عہد میں صحابہ رضی اللہ عنہم بکثرت موجود تھے۔ اس لئے ابن سبا  
 کا مسئلہ رجعت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ تشریف فرما ہونا) ناکام  
 ہو کر رہ گیا۔

اس ناکامی کے بعد ابن سبا نے پختہ بدلا اور حب اہل بیعت کا راگ  
 الاپنا شروع کیا جس میں اسے کامیابی ہوئی۔ چنانچہ اس نے یہودی عقائد و  
 اعمال کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا شروع کیا، یعنی روافض کی شکل میں یہودیت  
 کو فروغ دے دیا۔

چنانچہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے روافض و یہودی اعمال و عقائد کا

موازنہ و مقابلہ کرتے ہوئے غنیۃ الطالبین میں ایک فہرست پیش فرمائی ہے  
طالب تفصیل کو غنیۃ الطالبین کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ربانِ حال سے اشکال کی تشریح کرنے والے  
عوام الناس کی خاطر ذرا تو ضیح کرنے والے

معارض باسانی یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ چونکہ اہل  
سنت کے ہیرو ہیں اس لئے انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ شیعہ سنی باہمی  
حدوات کا نتیجہ ہے اس لئے ہم حضرت پیرانِ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی  
تصدیق کی غرض سے خود شیعہ مذہب کی مستند کتب سے لکھا دینا چاہتے  
ہیں کہ روافض کا مذہب اور ان کے امتیازی عقائد و اعمال عبد اللہ بن سبا  
میں وہی کی اختراع ہیں۔

چنانچہ بطور شہادت رافضی مذہب کی تین مستند کتابوں کے اصل  
الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔

شیعہ مذہب کی پہلی شہادت "چوں عبد اللہ ابن سبا سے

دانست کہ مخالفانِ عثمان در مصر بسیار اندر دستے گوجہ بدان و بار  
نہاد بمصر باں ملحق گشتہ با طہار تقوی و علم خویش بسیار سے از اہل  
مصر را بفریفت۔ بعد از رسوخ عقیدہ آں طائفہ بایں شان و در میان  
نہاد کہ نصاریٰ سے گویند کہ علیؑ مراجعت نمودہ از آسمان بر زمین  
نازل خواہ شد۔ بہ ہنگامان روشن است کہ حضرت خاتم الانبیاء  
علیہ الصلوٰات افضل از علیؑ است۔ پس او برجعت اولی باشد و  
خدا سے عز و علا و سے رانیز بایں وعدہ فرمودہ۔ چنانچہ سے گویند  
کہ إِنَّ الَّذِی فَوَضَّ عَلَیْکَ الْقُدَّانَ لَمَّا ذَاکَ إِلَى مَعَادٍ

بعد از آنکہ سفہائے مصر میں معنی عبداللہ را مصدق داشتند  
 با ایشان گفت کہ بر پیغمبرے را خلیفہ و وصی مے بودہ است۔  
 خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی است کہ بحلیہ زہر و تقویٰ  
 و علم و فتوے آراستہ است و بشیئہ کرم و شجاعت و شیوۃ امانت  
 و دیانت و تقویٰ پیراستہ و امت بخلاف نص محمد علیہ السلام  
 بر علی ظلم جائز و اشتہار و خلافت کہ حق و سے بود با و نگذاشتند  
 اکنون نصرت و معاونت آنحضرت بر جہانیاں واجب و لازم  
 است و اتبار احوال و افعال او ذمت عالمان اصرے متحمم  
 و بسیارے از مردم مصر کہ با ست ابن سبا را در خاطر جا داده پائے  
 از دائرۃ مطالعت و مطاوعت عثمان بیرون نہادند۔

(روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۹۲)

ترجمہ: جب عبداللہ (ابن سبا) نے معلوم کیا کہ عثمان کے مخالفین  
 (اعلاء) مصر میں بہت زیادہ ہیں تو یہ مصر پہنچا اور اہل مصر کو لاف زنی سے  
 اپنے علم و تقویٰ پر فریفتہ کر لیا اور اپنے اثر و رسوخ سے عقیدہ رجعت کا  
 اظہار کیا کہ جب عیسائی حضرت عیسیٰ کے دوبارہ تشریف فرما ہونے کا یقین  
 رکھتے ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ  
 نے آپ سے سچے وعدہ فرمایا ہے۔

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقَدَانَ لَرَأدُكَ إِلَى مَعَادٍ  
 پس سفہائے مصر نے ابن سبا کے اس عقیدہ پر یقین کیا (۲) بعد  
 ازان ابن سبا نے دوسرا عقیدہ یوں ایجا کیا کہ۔  
 ”چونکہ ہر پیغمبر کا خلیفہ اور وصی ہوتا ہے۔ بنا بریں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے اصل خلیفہ اور وصی حضرت علیؑ ہیں جو زہد و تقویٰ سے  
 اور علم و فتوے سے آراستہ اور شجاعت و امانت و دیانت و غیر  
 فضائل و فضائل سے خوب پیرا ستہ ہیں مگر امت نے خلافت  
 انصوح ظلماً آپ کو خلافت سے محروم کر دیا۔ لہذا اب فرض اور وقت  
 ہے کہ حضرت علیؑ کی ہر ممکن طریق سے مدد کر کے ان کو خلیفہ بنایا  
 جائے۔

چنانچہ ابن سبا کی اس پُر فریب چال میں مصر کے بہت سے لوگ تیس  
 آگئے اور حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت کر دی۔

دوسری شہادت " ذکر بعض اہل العلم ان عبد اللہ

ابن سبا کان یهودیاً فاسلم والی علیاً علیہ  
 السلام وکان یقول وھو علی یھودیۃ فی یوشع بن  
 نون وصی موسیٰ بالغلو فقال فی اسلامہ بعد وفات  
 رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم فی علی علیہ السلام مثل  
 ذالک وکان اول من اشهد بالقول بقدر من امامۃ  
 علی و اظهر البراءۃ من اعدائہ وکاشف مخالفیہ  
 واکفرھہ فمن ہنا قال من خالف الشیعۃ اھل  
 الشیعۃ والوفض ماخوذ من الیھودیۃ (رجال کثی)

ترجمہ: بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ عبد اللہ بن سبا دیوشع بن نون کے مذہب  
 کا، یہودی تھا۔ پس جب یہ مسلمان ہوا تو اس نے اپنے آبائی مذہب کے  
 عقیدہ کہ یوشع بن نون موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں، کے پیش نظر لوگوں  
 کو گمراہ کیا کہ :-

”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی خلیفہ اور وصی ہیں۔“

چنانچہ سب سے پہلے حضرت علی کی خلافت کے فرض ہونے کو شہرت اسی نے دی ہے اور اپنے اس عقیدہ کے مخالفین کو کافر قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ کے مخالفین شیعہ کو یہودیت سے مانوڑتے ہیں۔

**تیسری شہادت** ”عبد اللہ بن سبا دکان من اظہر

الطعن علی ابی بکر وعمر وعثمان والصحابۃ وتبرا منهم وقال ان علیا علیہ السلام امیرہ بذالک فاخذہ علی فمائلہ عن قولہ هذا فاقبذہ فامر بقتلہ فصاح الناس الیہ یا امیر المومنین اتقتل رجلا یدعو الی حبکم اهل بیتکم واسلہ ولویتکم والبراءۃ من اعدائکم فصدیہ الی اللہ ان وحی جماعۃ اهل العلم من اصحاب علی علیہ السلام ان عبد اللہ بن سبا کان یہودی فاسلم ووالی علیہ السلام وکان ليقول وھد علی لیلویۃ فی یوشع بن نون بعد موسی علیہ السلام بھذہ المقالة فقال فی السلامۃ بعد وفاتہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ فی علی علیہ السلام واظہر البراءۃ من اعدائہ وکاشف مخالفیہ فمن هناك قال من خالف الشیعۃ ان اصل الرفض ماخوذ عن

المیہودیہ (فدق الشیعہ لابی محمد المدنی بن موی الذہبی)  
 من اعلام القرون الثالث المجیدۃ ص ۱۰۰ بیع الجفین  
 ترجمہ: عبد اللہ بن سبا ہی پہلا وہ شخص ہے جس نے ابی بکرؓ کو  
 اور دیگر صحابہ کے خلاف طعن و تشنیع اور مذمت و برائی کا سلسلہ شروع کیا  
 اس تمام یادہ گوئی کہ حضرت علیؓ علیہ السلام کے نام سے موسوم و منسوب  
 پس جب کہ حضرت علیؓ کو اس کی اس غلط گوئی کا علم ہوا تو آپؓ نے  
 حکماً طلب کیا اور اس یادہ گوئی کی اصلیت بیان کرنے کو فرمایا کہ ابن سبا  
 اقتدار کیا کر رہا ہے۔

”واقعہ میں نے آپ پر یہ اقتدار کیا ہے۔“  
 اس پر حضرت علیؓ علیہ السلام نے اس کو قتل کر دینے کا حکم فرمایا  
 یہ معاملہ دیکھ کر شیخان علیؓ نے شور برپا کیا کہ اے امیر المؤمنین! آپؓ  
 شخص کو کیوں قتل کرتے ہیں جو آپؓ کی اور اہل بیتؑ کی محبت کا علمبردار ہے  
 آپؓ کی ولایت و خلافت کو برحق مانتا اور آپؓ کے دشمنوں کی برائی  
 سب سے زیادہ پیش پیش ہے۔

پس اس شور و غوغا سے مستانہ حضرت علیؓ نے ابن سبا کو مانتے اور  
 طرف نکل جانے کا حکم دیا۔

حضرت علیؓ کی اہل علم جماعت و صحابہ سے مروی ہے کہ:-  
 ”ابن سبا یوشع بن نون کے مذہب و طریق کا یہودی تھا۔ یہی  
 وجہ ہے کہ اس نے اپنے آبائی مذہب و عقیدہ کے پیش نظر  
 حضرت علیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت و نیابت کا  
 صحیح حقدار مشہور کیا اور اس نے علیؓ کی خلافت کے فرض ہونے

چار شروع کیا اور اپنے اس عقیدہ کے مخالفین کو دشمن

بیت و کافر وغیرہ قرار دیا۔

مذہبی وجہ سے کہ مخالفین مذہب شیعہ رافضی مذہب کو یہودیت  
و غیر خود مانتے ہیں۔

## اہل کوفہ پر روافض کا رنگ

تاریخی حقیقت ہے کہ روافض کا ستھوس وجود کوئی آب و گل کے خمیر  
ہے اور اس کو جھٹلایا بھی نہیں جاسکتا کہ حنفی مذہب کا منبع بھی عراق  
نہیں ہے جس سے یہ سمجھ لینا بالکل آسان ہے کہ حنفی عوام روافض کے اعمال  
پسند سے ضرور متاثر ہوتے ہوں گے۔

و اگر صرف یہی بلکہ تاریخی شواہد اس امر کا ثبوت ہیں کہ روافض کے عقائد  
کی متاثر اہل علم اہل سنت و اجماعت اہل کوفہ کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک  
تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
ترافض سمجھتا ہوا اپنے کو علوی کہلا نے لگا اور جو لوگ ان کے ہم عقیدہ  
تھے بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل جانتے تھے۔ یہ  
لوہی کہلا نے لگے۔

حتیٰ کہ علوی و عثمانوی نسبتیں موجب فخر ٹھہریں۔ چنانچہ صحیح البخاری  
باب الجہاد والسیر کی ایک روایت میں یوں ہے :-

عن عبد الرحمن وكان عثمانيا فقال لا بن عطية

وكان علويا (صحیح البخاری باب اذا اضطر الرجل الى ان يظفر في شعر اهل الذمة)

ترجمہ: عبدالرحمن سلمیٰ نے جو عثمانی تھے انہوں نے ابن عطیہ تلوسی سے کہا  
 حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان امتیاز می نسبتوں کی تشریح فرماتے ہوئے  
 رقمطراز ہیں :-

۱۲۲

و هو مشہور بمجماعة الكوفة (فتح الباری مطبوعہ مصر ج ۱۱)

مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فیض الباری شرح صحیح

بخاری میں بھی لکھا ہے کہ :-

”یہ دونوں نسبتیں ایک مدت تک فخریہ جاری رہیں اور پھر امتداد  
 زمانہ سے غرور و خود مفقود ہو گئیں۔“

**یہ شہادت** اس امر کا بین ثبوت ہے کہ کوفہ و عراق کے اہل علم  
 اہل سنت و اجماعت جب روافض کے عقیدہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے  
 تو عوام جہلاً کا روافض کے اعمال و عقاید سے متاثر ہونا یقینی ہے۔  
**فقہ حنفی** مذکورہ حقائق سے قطع نظر خود فقہ حنفی اس امر کا ثبوت ہے کہ  
 متاخرین فقہاء کی بے احتیاطی سے روافض کے کئی ایک مسائل اس میں داخل  
 ہو چکے ہیں۔

مسائل کی فہرست اور کتب روافض سے ثبوت پیش کرنے کی بجائے  
 ہم اس کے متعلق دو ہندوستانی علماء احناف کی شہادتیں پیش کرنے پر  
 اکتفا کرتے ہیں۔

سید دیدار علی شاہ خطیب مسجد وزیر خاں نے اپنے رسالہ ”ہدایت الغوی  
 بارشاہ علی“ میں مذکورہ حقیقت کو جس وضاحت سے بیان کیا ہے، بطور نمونہ  
 ملاحظہ فرمائیں :-

”۱) ابو جعفر خزاعی جو امام ابو حلیفہ نام سے ہے، قرآن مجید کے



نام سے قرآن کے متعلق قرأت موضوعہ کی اور زیادتی کے ساتھ  
مخالف قرآن موجودہ کے ایک کتاب جمع کر دی ہے۔  
(ہدایت الغوی بارشاد علی ص ۱۹)

(۲) بلاشبک یہ ابو حلیفہ بھی ابو حلیفۃ النعمان بن منصور رافضی ہے  
نہ امام ابو حلیفۃ النعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ، (حوالہ مذکور)  
مولانا محمد عبدالحی لکھنوی جن کو اعلیٰ حضرت بریلویہ اپنی مصنفات میں بطور  
دلیل پیش کرتے ہیں، مذکورہ حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اپنے رسالہ  
میں رقمطراز ہیں :-

و کم من حنفی حنفی فرعا مرجی اوزیدی  
اصلا وبالجملة فالحنفية لها فروع باعتبار  
الاختلاف العقيدة فمنهم الشيعة ومنهم المعتزلة  
ومنهم المرجية "الرُّبُع والتَّكْيِيلُ مَطْبُوعُهُ الْوَارِثُ مُحَمَّدِي  
لکھنؤ ۱۳۱۵ء ملحقہ مینان الاعتدال)

ترجمہ : اور کتنے حنفی فروعات میں حنفی اور اصل میں زیدی شیعہ یا مرجی  
حاصل کلام یہ کہ حنفیہ کی باعتبار اختلاف عقیدہ کئی شاخیں ہیں پس ان میں شیعہ  
بھی ہیں اور معتزلی اور مرجیہ بھی۔

اس پر مزید شواہد بھی گنوائے جاسکتے ہیں مگر یہاں صرف اشارہ ہی مقصود  
ہے کہ :-

حنفی عوام کا روافض کے عقائد و اعمال سے متاثر ہونا کوئی تعجب  
خیز بات نہیں :-

اندر بیان گرچہ بہت شوخ نہیں ہے شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مرجی بات

**حقیقت کا خلاصہ** | ممکن ہے کہ مضمون کی طوالت طبع گرامی پر گراں گزر

رہی ہو مگر ذہن نشین رکھنے کی غرض سے بطور خلاصہ ضرور ملاحظہ فرماتے چلیے۔

- ۱۔ روافض کی اصلیت کیا ہے ؟
- ۲۔ یہ اسلام دشمن گروہ کس مکارہی سے عالم اسلام پر مسلط ہوا ؟
- ۳۔ اس گروہ نے اپنی اسلام دشمنی کے کس طرح مظاہرے کئے ؟
- ۴۔ کتاب و سنت کی تعلیم سے ناواقف مسلمان روافض کے مصنوعی دعوے
- محبت اہل بیت سے کس طرح متاثر ہوئے ؟
- ۵۔ علمائے سورہ اور جاہل مشائخ نے اپنے ذریعہ معاشش کو مستحکم بنانے
- کی غرض سے روافض کے عقائد باطلہ کو اسلامی لباس میں ملبوس کر
- کے قبوریتین کا مذہب کس طرح ایجاد کیا ؟

میرے ہمراہ اک منزل پلٹ چلنا گوارا کر

نزع کفر و ایمان کے نست سچ کا نظارہ کر

**تحریک کا آغاز** | روافض کی معتبر کتب سے گزر چکا کہ ابن سبا ضعافی

یہودی نے اپنی اسلام دشمنی کے نتیجہ میں مسلمانوں کو اصل شاہراہ اسلام

سے گمراہ کرنے اور ان میں دائمی عداوت برپا کرنے کی غرض سے محبت اہل

بیت کے خوشنمائل سے مسلم نہا یہود کی جو تحریک شیعیان علی کے نام

سے چلائی۔ اگرچہ اس کی یہ تحریک عراقی و ایرانی وغیرہ نو مسلموں کے لئے اپنی

جگہ نہایت ہی دلچسپ تھی مگر فتنہ خوار ج نے جو شیعیان علی ہی کا بگڑا ہوا گروہ

نقحہ، کی اسلام دشمنی نے ابن سبا کی تحریک کو کامیاب بنانے میں سونے

پر سوہاگہ کا کام دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حبیب ابن سبا کی اسلام دشمنی کا راز کھلا

تو آپ نے اس کو طلب کیا۔ اس مردود نے اپنی مکاری کا اعتراف کیا۔  
 اس پر جناب علیؑ نے اس مردود کو قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔  
 مگر روافض یعنی شیعیان علیؑ سے آئے اور انہوں نے حضرت علیؑ کو  
 ابن سبا کے قتل سے یہ کہہ کر روک دیا کہ :-

”یہ آپ کا خیر خواہ، اہل بیت کا شہید فی اور ہمارا سرگرم ہے۔“  
 بنا بریں اسے معاف کر دیا جائے پس ابن سبا بال بال بچ گیا۔  
 جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مردود کو مزید موقع مل گیا کہ اپنی اسلام دشمنی  
 دہرائے۔

**تحریک تیسرہ ہو گئی** | ابن سبا کی تحریک تیسری سے پھیل رہی تھی کہ حضرت  
 علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا حادثہ پیش آگیا۔

اگرچہ سیاسی اعتبار سے ابن سبا کی تحریک کا حضرت علیؑ کی شہادت  
 سے خاتمہ ہو گیا مگر اعتقادی و مذہبی حیثیت سے اس تحریک کو بہت تقویت پہنچی  
 کہ بلا کے بولناک حادثہ سے روافض اندر ہی اندر متلاشی تھے کہ ایک  
 جگہ جمع ہو کر میدان سیاست کو شعلہ زار بنائیں۔

چنانچہ مختار ثقفی مکار آگے بڑھا جس نے شہداءِ کربلا کا انتقام لینے کا  
 نعرہ بلند کیا۔ روافض کا گروہ اس کے گرد جمع ہوا اور کافی خون خرابہ کے  
 بعد وہ کوفہ و لواریج کوفہ کا حکمران ہو گیا۔

اس ظالم نے ابن سبا کی اسلام دشمنی کا ریکارڈ بھی ٹوڑ کے رکھ دیا  
 یعنی روافض کی تحریک جو ذہنی طور پر یہودیانہ توہمات کا نمونہ تھی۔ مختار  
 نے اسے قبرِ رستی کا عملی نمونہ بنا دیا۔

**روافض یہود کا نمونہ ہو گئے** | مختار نے دیکھا کہ روافض کا گروہ میرا

شہیدائی ہو چکا ہے تو اس نے اپنی اسلام دشمنی کے مظاہرے شروع کر دیے جس کی ابتداء اس مردود..... نے یوں کی کہ :-

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ جس کرسی پر اکثر تشریف فرما ہوا کرتے تھے جو ان کے بھانجے حضرت جعد بن امہانی بنت ابو طالب کے پاس تھی، اس شیطان نے وہ کرسی حضرت جعد سے طلب کی۔“

جعد چونکہ اسے بطور یادگار محفوظ کئے ہوئے تھے۔ لہذا انہوں نے وہ کرسی تو نہ دی مگر اس کی شرارت سے محفوظ رہنے کی غرض سے ایک دوسرا کرسی مختار کے پیش کر دی۔

اس مردود نے وضو کیا اور اس کرسی کو سامنے رکھ کر دو رکعت نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس کو تعظیماً بوسہ دیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بوسہ دینے کا حکم دیا۔ پس اس کے تمام حاشیہ بر وار روافض نے تعظیماً کرسی کو بوسہ دیا۔

چنانچہ روافض آج بھی مختار کی سنت پر عمل کرتے دیکھے جا رہے ہیں۔ یعنی ٹھیکرہ، انگوٹھی، رومال وغیرہ سامنے رکھ کر نماز پڑھتے اور بعد نماز آنکھوں پر رکھتے اور چومتے بھی ہیں۔

**تابلوت سکینہ** | مختار نے ایک نہایت بیش قیمت مرصع صندوق منگایا۔ اس کرسی کو اس میں بند کر کے چاندی کی زنجیر و قفل سے مقفل کر کے کوفہ کی جامع مسجد میں رکھوا دیا اور اس پر فوجیوں کا پرہ مقرر کر کے یہ حکم جاری کر دیا کہ :-

”ہر ایک نمازی بعد نماز اس صندوق کو بوسہ دیا کرے۔ کیوں کہ

ہمارے لئے یہ ویسے ہی تابوت سکیہ ہے جیسا کہ بنی اسرائیل  
کے لئے تابوت سکیہ تھا۔ پس ہماری کامرانی کا راز اسی میں

مضمون ہے۔  
ہمارے کربلا کے مزارات امتحان نے صرف کسی اور تابوت سکیہ کے  
سے وغیرہ پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ نجف اشرف میں حضرت علی کی جو فرضی قبر ہے اُس کو  
رہنما کر بلا کے مزارات کو پختہ بنوا کر ان پر مزین عمارتیں کھڑی کر دیں۔  
مزارات پر خلافت اور چراغاں کا انتظام کیا، مسافر خانے بنوائے، نیاز والی  
اب کے نام پر لنگر ہاؤس کرادیئے اور روافض کو ان کی زیارت اور تعظیم میں  
رہ و سجدہ وغیرہ کا حکم دیا۔

یا علیؑ اور یاحسینؑ کے نعروں رائج کر کے ان کو ہر درد کی دوا، اور ہر مرض  
کی شفا اور ہر مشکل و مصیبت کو دور کرنے کا ذریعہ مشہور کر دیا۔ چنانچہ رافضی  
غیر وہ یہود کی طرح قبر پرستی کا عملی نمونہ بن گئے۔

غرضیکہ مروجہ تعظیم بزرگان اور ایصالِ ثواب وغیرہ رسومات کا اصل موجب امتحان  
ہے۔ حضرت حسینؑ کے فضائل و مناقب اور ان کی شہادت سے متاثر  
جاہل سنی مسلمان بھی ان توہمات میں مبتلا ہو گئے اور کربلا کی زیارت کا جذبہ  
پیدا ہوتا گیا اور شہداء کی قبور بالخصوص حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا  
مزار تو مشرکانہ اعتبار سے بت پرستی کی انتہا پر پہنچ جانے لگا۔ نہ صرف یہی  
بلکہ روافض کی سیاسی سازشوں کا مخصوص سیاسی مرکز بن گیا۔

بد کردار می کی انتہا اور قتل اپنی شامت اعمال کے نتیجہ میں مختار نے  
بتدریج اپنی پارہ سائی سے الہام اور وحی کا دعویٰ کیا، پھر اپنی نبوت  
کی بیعت لینے لگا۔

پس اس کی نبوت اور بد اعمالیوں کو ختم کرنے کی غرض سے حضرت  
 علی رضی اللہ عنہ کے داماد حضرت مصعب بن زبیرؓ نے جو کہ حضرت  
 عبداللہ بن زبیرؓ (خلیفہ) رضی اللہ عنہم کے بھائی تھے، مختار پر لشکر  
 کشی کر کے ۳۶ھ ہجری میں اسے جہنم رسید کیا۔

مختار نے شہداء کربلا کی پرستش وغیرہ کو چونکہ عام فروغ دیا تھا  
 اور وہ روز افزوں ترقی پذیر تھی۔ لہذا متوکل علی اللہ عباسی خلیفہ نے  
 اپنے عہد میں شرعی و سیاسی اعتبار سے اسلام و مسلمانوں کے لئے  
 خطرناک محسوس کرتے ہوئے ۲۳۶ھ میں کربلا کی طرف سفر کو منع  
 قرار دے کر مزار کی ملحقہ عمارتیں یعنی مسافر خانہ اور لنگر وغیرہ کو مسکات

کروادیا (تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۳۲ مطبوعہ صدیقی لاہور)

**مختصر** یہ کہ رافضی مذہب کی تحریک اگرچہ ابن سبائے شروع  
 کی تھی مگر اس تحریک میں مشرکانہ توہمات و رسومات (قبور کی سختی و تعظیم وغیرہ)  
 کہ اس کے جانشین مختار ثقفی نے فروغ دیا۔

**زنجیوں کا رافضی** مختار کے بعد رافضی کی تحریک مذہبی حیثیت میں  
 جاری رہی۔ حتیٰ کہ زنجیوں نے (جو کہ رافضی تھے) خروج کیا اور  
 بصرہ وغیرہ کے قرب و جوار میں قتل عام شروع کیا۔ یوں کو باگ  
 لگائی، حتیٰ کہ ۲۵۶ھ سے ۲۶۰ھ تک جنگ رہی اور بقول مؤرخ  
 صولی ایک کروڑ پچاس ہزار آدمی قتل ہوئے اور صرف شہر بصرہ  
 میں ایک ہی روز میں تیس ہزار مسلمان شہید ہوئے۔

زنجیوں کے سپہ سالار بہبود نے بر سر ممبر حضرت عثمان، طلحہ  
 زبیر، عمارتہ، معاویہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیں۔

پس اس کی شامت اعمال نے اسے دعوتِ نبوت پر آمادہ  
 کیا اور نبوتِ کاذب کا یہ مدعی بھی ۲۸۰ھ میں جہنم رسید ہو گیا (صفحہ ۲۲۲)  
**قراصلہ کا خروج اور مظالم** | قراصلی بھی رافضی تھا۔ بحرین میں  
 ۲۸۴ھ میں خروج کیا، آہستہ آہستہ اس گروہ کی بحرین، عراق  
 اور عرب پر بھی حکومت ہو گئی۔

یہ اس درجہ اسلام دشمن تھے کہ ۳۱۲ھ میں حاجیوں کے  
 قافلے برقی طرح لوٹے اور ان کو تیر تیغ کر دیا تھے کہ ۳۱۲ھ میں کسی  
 نے بھی حج نہیں کیا۔

پھر ۳۱۸ھ میں عین ایام حج میں مکہ معظمہ پر حملہ کر کے حاجیوں  
 کا قتل عام کیا، چارہ زمرہ کو لاشوں سے پاٹ دیا اور حجر اسود کو گرزوں سے  
 توڑ کر دیوارِ بیت اللہ سے نکالا اور بحرین اپنے ہمراہ لے گیا اور تین  
 برس تک حجر اسود ان ہی کے قبضہ میں رہا۔

۳۲۶ھ میں فی شتر حاجیوں سے پانچ دینار ٹیکس یا محصول  
 وصول کرنے کی شرط پر حج کی اجازت دی (حج ٹیکس کی ابتداء  
 قراصلہ سے ہوئی) (ملخصاً تا صفحہ ۲۴۲)

**شام و مصر میں** | ۳۵۶ھ میں شام و مصر میں عبید بن جراح کے رافضی  
 برسرِ اقتدار آئے اور ۳۶۴ھ میں دمشق کے اندر بھی شیعہ حکومت قائم ہوئی  
 ۳۹۳ھ میں مصر کی رافضی حکومت کے گورنر نے دمشق کے ایک مسنی  
 امیر کو گدھے پر سوار کرنے کے تمام شہر میں پھرایا جس کے ساتھ مناد یہ بکواس کر رہا تھا کہ  
 یہ ہے اس شخص کی سزا جو ابو بکر و عمرؓ سے محبت رکھے  
 اور بالآخر اسے شہید کر دیا۔

۳۹۵ء میں خود عبید بن جراح نے بہت سے سنی علماء کو تیغ کیا اور مسجدوں کے دروازوں اور شارع عام پر کتبے آویزاں کئے :-  
جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو نام بنام گالیاں دی گئیں اور اپنے رافضی عمال کو حکم دیا کہ صحابہ کو گالیاں دی جائیں :-

مقصد دہرما یہ کہ آفریقہ، مصر، شام، حجاز، یمن، عراق اور بحرین میں رافضی راج قائم ہو گیا اور ہندوستان میں ملتان، قراچی رافضیوں کی نشر و اشاعت کا مرکز ٹھہرا :- (تاریخ الخلفاء اردو صفحہ ۲۵۵)

ولیمیوں کا اقتدار عباسی حکومت مختلف سازشی اور حملہ آور گروہوں کی وجہ سے زوال پذیر ہو کر رہ گئی چنانچہ ۳۲۳ھ میں ولیموں نے حکومت سے کر اقتدار حاصل کر لیا۔

چونکہ معزالدولہ ولیمی رافضی تھا۔ بنابرین اس نے عباسی خلیفہ متقی اللہ کو معزول کر کے اس کی دونوں آنکھیں نہایت بے رحمی سے نکلوا دیں اور ارادہ یہ کیا کہ بنو فاطمہ سے کسی شخص کو خلیفہ مقرر کر کے عباسی خلافت کو رافضی خلافت سے بدل دیا جائے مگر اس کی پارٹی کے برسر اقتدار رافضیوں نے اسے اس ارادہ سے یہ کہہ کر روک دیا کہ :-

تیسرا و تارا ختم ہو جائے گا :-

چنانچہ مشیروں کا مشورہ تسلیم کر کے اس نے مستکفی باللہ عباسی کو خلیفہ مقرر کر دیا اور مستکفی باللہ نے از روئے خوشامد معزالدولہ کو امیر الامراء کا منصب دار بنا دیا جس کا انجام یہ ہوا کہ معزالدولہ نے حکومت کی باگ ڈور خود سنبھال لی اور اپنے ہی نام کا سکہ جاری کر دیا۔

خلیفہ کو پانچ ہزار دینار روزانہ کا وظیفہ دے کر معطل بنا دیا۔ چند بے لوث



یاب کہ معز الدولہ کو مستحکم باللہ سے بھی بدگمانی ہوئی تو اسے گرفتار کر کے اس کی آنکھیں بھی منکھوا دیں اور المبطع اللہ عباسی کو اس کی جگہ خلیفہ مقرر کر دیا اور ایک سو دینار روزانہ اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

جب کہ معز الدولہ نے اس ترکیب سے اپنا رعب جمایا تو اسے روافض کا پارٹ ادا کرنے میں کوئی حجاب باقی نہ رہا۔

چنانچہ ۳۵۱ھ میں اس کے اشارہ پر بغداد کی تمام مساجد کے دروازوں پر رافضیوں نے یہ لکھوا دیا **لَقُلْ كُفْرًا كُفْرًا بِأَشَدِّ**۔

معاویہ پر لعنت۔

پھر اس پر لعنت جس نے حضرت فاطمہ کا جائز حق باغ فدک، ظلماً غصب کیا۔

اس پر بھی لعنت جس نے حضرت حسنؑ کو اپنے نانا جی کے پڑوسی میں دفن ہونے سے روک دیا۔

اس پر بھی لعنت ہو جس نے ابوذرؓ کو مدینہ سے نکال دیا۔

اس پر بغداد میں بیسج و غصہ کی لہر دیکھی گئی راتوں رات مذکورہ عبارتیں سنا دی گئیں اور پھر معز الدولہ نے حکماً یہ لکھوا دیا:-

معاویہ پر لعنت اور پھر ان لوگوں پر لعنت جنہوں نے اہل بیت

پر ظلم کیا۔

**تعمیر کی ابتدا** | ۳۵۲ھ میں مامورہ (محرم) کے دن معز الدولہ نے

تمام کاروبار بند کروا دیئے۔ تائبیتوں اور باورچیوں کو کھانا پکانے سے حکماً روک دیا۔

عموہ قیس ہاتھی لباس پہنے، سر کے بال کھولے روتی پیٹتی اور حسین

کا ماتم کرتی ہوئی بصورت جلوس بازاروں میں نکلیں۔ سُنی بے چارے دم بخود رہ گئے۔

**عید غدیر خم** | اسی سال ۳۵۲ھ میں ذی الحجہ کو معز الدولہ کے حکم سے عید غدیر خم بڑھی دھوم دھام سے منائی گئی اور خوب ڈھول بجائے گئے۔  
(تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۹۸)

**۳۵۳ھ** | عاشورہ محرم کو معز الدولہ نے دوبارہ ماتمی جلوس نکالنے کا حکم دیا اور سُنیوں کو شرکت پر مجبور کیا۔

عوام تو شامل ہوتے مگر غیور و متدین سُنی اس کو برداشت نہ کر سکے بنا بریں بہت بڑا خونریز ہنگامہ ہوا۔ اس کے بعد رافضیوں نے اس ماتمی جلوس کو مقدس نہ رہی رسم اور کارِ ثواب کی حیثیت سے ہر سال منانا شروع کیا۔ بغداد و عراق کے علاوہ دوسرے ممالک بھی اس سے کم و بیش متاثر ہوئے۔

**سُنیوں پر اثر** | ذکر ہو چکا کہ کوفہ کے اہل علم اہل سنت بھی روافض کے غلو سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے تو بے چارے عوام کالا نعام اور دین سے غیر مانوس امراء اور فوجیوں وغیرہ لازمین کار و افاض کے اعمال و عقائد سے متاثر ہونا امر لازم تھا۔

**علما سوری رال ٹپکی** | شکم پرور کاہل ملاؤں اور مشائخ زاووں نے سُنی عوام اور سرمایہ دار ملازمین کو روافض کے اعمال و عقائد سے متاثر پایا تو اس اسلام دشمن گروہ نے اپنے ذریعہ معاش کو فروغ دینے اور مستحکم کرنے کی غرض سے رافضی عقائد و اعمال کو اہل سنت کے سانچہ میں عوام کے روبرو اپنے سُنی بزرگانِ دین کی تعظیم اور ایصالِ ثواب کے نام سے پیش کر دیا۔

جوان کے لئے آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام کا مصداق ثابت ہوا۔  
یہ طریقہ ان کا ذریعہ معاش ہو گیا۔  
عوام روافض کی تقلید میں ان (روافض) کی پارٹی میں شامل ہونے سے  
رک گئے۔

کر بلا کے مزارات کی نقل میں سنی صلحا کی قبریں پختہ بنوانے اور ان پر  
غلاف، عالیشان عمارتیں تعمیر کرنے کی تحریک شروع ہوئی۔  
سالانہ ماتمی جلوس کی نقل میں عرس، نیاز حسین وغیرہ خیارات اور ان کا تقسیم  
کی بجائے ایصالِ ثواب، ختم اور عام ننگہ کار وراج ہوا۔  
یا علی، یا حسین کے لغزے کی جگہ یا محمد، یا رسول اللہ، یا شیخ عبد القادر  
جیلانی شیعہ اللہ اور دیگر صلحا کے نام کے مشرکانہ وظیفے رواج پذیر  
ہوئے۔

یا علی مدد کی نقل میں سنی صلحا سے استغاثہ شروع ہوا اور ان کے  
خوشنودی مزاج کے لئے ان کے نام کی نذر و نصرت کا سلسلہ شروع ہوا۔  
دیگر ممالک سے قطع نظر صرف ہندوستان میں روافض کی تقلید و  
نقل میں سنی قبور میں کے مذہب کی ترویج جن وجوہات کی بنا پر ہوئی، رواج  
پا ہے۔

سندھی و ہندھی مسلمان چونکہ ہندو بت پرست اقوام ہیں، سے مشرف  
سلام ہوئے۔ ان کے قلوب ہندو ذہنیت سے متاثر تھے۔ ان کی اکثر برادریاں  
بھی ہندو ہی تھیں۔ شادی و غمی، موت و پیدائش بلکہ ہندوؤں کی قومی و مذہبی  
اسومات میں ان کو شرکت کے اکثر مواقع میسر تھے۔  
ہندو و سادھوؤں اور مہنتوں وغیرہ کی ٹرھیوں کو پختہ اور نقش و نگار سے

مزین کرنا، ان میں چراغ جلانا، ان پر سالانہ میلے اور اجتماع، پھر سالانہ ایصالِ ثواب کے طور پر شرادھوں کے نام سے کھانے کا عام سلسلہ اور نوانی کے نام پر شربت وغیرہ کا رواج بھی ان کے سامنے تھا۔

ہندو بزرگوں کی مڑھیوں کی تعظیم، جھک کر بوسہ و سجدے کا عام رواج بھی وہ دیکھ رہے تھے۔ استھانوں کے گدی نشین مہنتوں اور برہمنوں کی تعظیم کا یہ سلسلہ کچھ ان سے پوشیدہ نہیں تھا۔

بنابریں جب کہ روافض کے عقائد و اعمال و تعظیم بزرگان اور ایصالِ ثواب کے نام سے، اسلامی لباس میں ان کے سامنے آئے تو انہیں قبور میں کے اس مذہب کو قبول کرنے میں ذرا بھر بھی جھجک محسوس نہ ہوئی۔

ہندوستان میں، لٹمان قرامطی مذہب کا مدت تک مرکز رہا اور یہ سب سے زیادہ قبر پرست اور مشائخ پرست واقع ہوئے ہیں۔ ان کی صحبت و اثر سے سندھ و لٹمان میں قبور میں کے مذہب کو بہت فروغ ہوا۔

چنانچہ سندھ و لٹمان کی مشہور گدیاں، خانوادے، بڑے بڑے مزارات خالقاہیں، قبر پرستی، مشائخ پرستی، نقلی حج اور روافض کی بڑی بڑی جاگسیریں یہ سب قرامطہ ہی منحوس یادگار ہیں۔

پیر پکاڑو کی پرستش کا یہ عالم کہ سندھ کے اشتہار می ڈاکو اور قاتل رحیم حر کو گرفتار کر کے مقدمات کی بنا پر جیب پھانسی کا حکم سنایا گیا اور وہ پھانسی کے تختہ پر کھڑا ہوا تو اخبارات نے اس کا آخری کلمہ اور نعرہ یوں نقل کیا ہے: ”اے پیر پکاڑو مدد کر۔“

**مغلیہ خاندان** کا پہلا بڑا رہنما، رافضی تھا۔ ہندوستان میں رافضی کو فروغ دینے میں اس نے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔

ال چنانچہ تغریہ و ذوالجناح کے جلوس و ماتم وغیرہ کی ترویج تیمور ہی کی سخت  
نام و نتیجہ ہے۔ غرضیکہ سنی مسلمانوں میں قبر پرستی کے رواج دینے میں تیمور  
خاص حصہ ہے۔

حیدر آباد دکن میں روافض کا خوب زور و شور رہا ہے جتنے کہ خاندان  
کا صفیہ رافضی چلا آیا ہے۔ چنانچہ تقسیم ہند ۱۹۴۷ء تک جو نواب حکمران رہا  
اس کا رافضی ہونا محتاج تعارف نہیں۔

بمغل سلطانین تیمور کے لئے والے مغل سلطانین اگرچہ تیموری قماش  
کے نہ تھے، مگر ان کی اکثر بیگمات سے کچھ تو ایران کے رافضیوں کی بیٹیاں  
اور کچھ ہندو زادیاں تھیں۔

چنانچہ مغلیہ خاندان کی حکومت کے کل پُرزے ان ہی بیگمات کے اقرباً  
رشتہ دار تھے، یا پھر نام کے مسلمان اور کردار کے ملحد۔ لہذا بمصدق:-  
”الناس خلی دین ملو کلمہ“

عامۃ المسلمین، روافض و ہندو اور رسومات سے متاثر ہوتے بغیر نہ رہ سکے اور  
قبر پرستی کا شکار ہو گئے۔

عوام تو کیا مشائخ و علما کا بادشاہ کو روزانہ تعظیماً سجدہ کرنا ایک خاص  
وہ باری رسم تھی۔ بنا بریں صلحا کی قبروں کی تعظیم کے لئے دربار ہی سجدہ بھی خصوصیت  
سے مود ہوا۔

اکبر کی لاندہ بییت ہرج وغیرہ کی پرستش اور داراشکوہ کا ملا جلا دین و  
مذہب کہ :-

”قرآن مجید اور اپ نشدہ (وید) یا اسلام اور ویدک و ہم  
ایک ہی ہیں“

کی شہرت بھی قبور میں کے مذہب کی ترویج کا خاص سبب ہوئی۔

**خلاصہ کلام** | ہندوستان میں قبر پرستی، مشائخ پرستی کا سلسلہ اگرچہ مذہبیت کا نتیجہ ہے مگر اسلامی لباس میں اس کی ترویج روافض کی نقل جس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں جو اسلامی فقہ اشاعت پذیر ہوئی، اس کا اور قبور میں کے مذہب کا منبع و صدر و فتر عراق ہے

چنانچہ عہد ہماضہ میں بریلووی حنفی فرقہ جو اہل سنت کا واحد اجارہ دار ہے، روافض کی تقلید، ہندوانہ تہمات سے متاثر مدت مدید سے چلا رہا تھا مگر کتابی صورت میں اس مذہب کے تہمات کے دلائل وغیرہ کا تذکرہ تک بھی نہیں تھا۔

جس دوست کو ہمارے اس بیان میں شک و شبہ ہو وہ آج سے اڑھائی سو سال پہلے کی ہندوستانی علمائے اسلام کی تصنیفات کو بنظر غائر ایک بار نہیں بلکہ مکرر سے کر رہا ہے کہ دیکھے، اگر وہ فطری طور پر کچھ فہم نہیں بلکہ متلاشی حق واقع ہوا ہے تو یقیناً وہ ہمارے بیان کی تصدیق پر مجبور ہوگا۔

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے

شاید کہ اتر جاتے ترے دل میں مری بات

**قبور میں کے مذہب فرقے** | قبر پرست اگرچہ بڑی وسیع برادری ہیں جن میں اکثر جہلا کالائے انعام ہیں جو ہر شے دھڑنگے، پاگل سے پاگل مردودت کو قلندر اور مختار کل مان کر ان کے قدموں پر سجدہ کرتے اور ہر گھوڑے سے شاہ، بوہڑ شاہ، کھنکشاہ، روڈے شاہ، چپ شاہ، چوہے شاہ، فرنی و مصنوعی قبروں کے بھنگی، چرسی، ایون خور، عیاشی و لیڑے، حرام

ان کا آلہ کار بن کر ہر قبر پر میلہ کی رونق کا موجب اور غنڈے و بدکردار کے مجاوروں و گدھی نشینوں کے سامنے بھی سر بسجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ کوئی ایسا جنگل و دیرا نہ ہے اور نہ ہی کوئی ریلوے لائن اور دریا کا کنارہ اور نہ ہی کوئی چھوٹی سے چھوٹی بستی یا گاؤں اور شہر کہ جہاں سے شاہ و کوڈ سے شاہ کی قبر نہ ہو اور پھر اس پر دھوم دھام سے ایسا میلہ ہوتا ہو کہ اس کی بد معاشیوں کو دیکھ کر شیطان بھی ناوم نہ ہو، اور ان غامض و مراکز سے قطع نظر مشاہیر صلحاء کی قبور ہیں کہ ان پر بد معاشی اور شذکیہ و بات کی وہ بھرا رہے کہ بنارس والے آباد بلکہ سومات کے مندر پر بھی کا وہم و گمان نہیں ہو سکتا۔

**بیانِ حکم** جو کچھ ذکر ہوا اس کے متعلق تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اسلام سے خبر عوام جہلاء کا کردار اور حرام خور مجاوروں اور عیاش و لیسے قسم کے نشینوں اور پیرزادوں کا نتیجہ ہے۔ اہل علم و مذہب ہی طبقہ کے لوگ مذکورہ مشرکانہ حرکات سے بیزار عوام کو اس سے دور رہنے کی تلقین کرتے اور ان الوسع روکتے رہے ہیں۔

**جو دمی و حلوی** قبورین کے یہ گروہ صرف قبور کے سامنے ہی سجدہ نہیں بلکہ اپنے پیرومرشد کے سامنے بھی سر بسجود اور اس شرک اکبر کو تعظیم بزرگان جانتے ہیں اور قبور پر بڑی دھوم دھام سے سالانہ عرس لاتے ہیں۔

ہمارے گرد و پیش دینجاب میں اپر محل ضلع لائل پور، فتح پور گوگیر، پیر ضلع ساہیوال، کھرپڑ متصل پتو کی ضلع لاہور ان کی گدیاں ہیں۔ اشاعت مذہب کی خاطر آفتاب قادری، تحفہ عرفانی وغیرہ ان کی تصنیفات

شائع شدہ ہیں جن میں غالی و وافض اور ہندو مذہب کے ترمیم کاروں کی کوششیں  
کرا شاعت کی گئی ہے۔

**بریلومی** اہل بدعت قبور میں کے مذہب و فرقوں میں سے علوی و جہول  
وغیرہ بہ نسبت بریلومیہ کے بہت پرانے فرقے ہیں۔ ان کے عقاید و اعمال  
وکر اور ان کا رد و تردید متاخرین کی تصنیفات میں موجود ہے۔

مگر عہد جدید کا بریلومی مذہب بالکل نیا مذہب ہے جو عہد انگریز کی  
دلیس ہی پیداوار ہے جیسا کہ مرزائیت اور فتنہ انکار حدیث وغیرہ۔ اس  
مذہب کو کتابی صورت میں مدون (جمع) کرنے کی ابتداء خالص صاحب احمد رضا  
بریلومی نے کی ہے۔

چنانچہ خالص صاحب نے "حمام السحرین" میں اس کالیوں اعلان کیا ہے۔  
نہ مانے میں میں ہو اگرچہ سب سے آخر

مگر لاؤں گا وہ جو اگلوں سے ممکن نہ تھا  
خدا سے یہ برگز چننا نہ جان کہ جمع ہوا ک شخص میں سب جہاں  
(صفحہ ۱۱۵، ۱۱۹ مطبوعہ اہل سنت بریلی)

**اچھروی صاحب** کا مقصد طلب زر ہے۔ بنا بریں نہ یہ وجودی ہیں نہ  
بریلومی۔ ان دونوں میں سے جو بھی بھاری فیس دے دے، انہی کی مجلس  
کو رولق دینے پر مستعد ہیں۔

حافظا گر وصل خواہی، صلح کن با خاص و عام  
با مسلمان اللہ اللہ با بسنواں رام رام؟

اگرچہ مقیاس خفیت کا اکثر حصہ بریلومی لٹریچر ہی سے ماخوذ ہے۔ مگر  
اچھروی صاحب طالب جاہ و زر ہیں۔ لہذا باوجود خالص صاحب کی توصیف



کے پھر بھی عام قبور میں کی خوشنودی مزاج کی بنا پر بریلووی مذہب مخالفت بھی کر گزرتے ہیں۔

تینا سچے بطور نمونہ خالص صاحب کا قول قنادی انفریقہ سے پڑھتے ہیں۔  
حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

مَا مِنْ مَوْلُودٍ فِي سِرْتِهِ مِنْ تَرَبُّثَةٍ اَلَّتِي خُلِقَ مِنْهَا حَتَّى يَدْفَنَ فِيهَا اَنَا وَالْبُؤْبُكُ وَحَمْرُ خَلْقِنَا مِنْ تَرَبُّثَةٍ وَاحِدَةٍ فِيهَا مَدْفُونٌ

ترجمہ : ہر بچہ کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا۔  
تک کہ (مرنے کے بعد) اسی (مٹی) میں دفن کیا جائے گا اور میں ابوبکر، عمر ایک ہی مٹی سے بنے ہیں۔ اسی میں دفن ہوں گے۔  
(مطبوعہ رضوی پریس ۱۲۳۶ھ ص ۵۵)

**خالص صاحب کی قلم** | اعلان کر رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکر، عمر رضی اللہ عنہما ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے اور جس مٹی سے پیدا ہوئے اسی میں دفن ہوں گے اور بزبان قرآن حکیم جو مٹی سے پیدا ہوا وہ بشر یا آدمی ہے۔

گو یا کہ خالص صاحب "بشر" کا ترجمہ "آدمی" سے کرتے ہوئے اعتراف اعلان کر رہے ہیں کہ :-

انبياء عليهم الصلوة والسلام بشر و انسان ہی تھے۔

**چیمرووی صاحب کی مخالفت** | احناف کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہہ کر پکارنا (بشر ماننا) کفر ہے۔ (مقیاس حقیقت طبع اول - طبع ثالث)

**خلاصہ کلام** | یہ کہ بریلومی مذہب خالص صاحب کی ایجاد ہے جو محض انگریز کے اشارہ پر جاری شدہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بریلومی عقیدہ کے علما و عوام بریلومی رضوی نام سے سہولت سے پہنچنے کو باعث فخر جانتے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ "مذہب آئینہ حضرت نامی شائع شدہ رسالہ" (جو کہ بریلومی میں مقبول عام ہے) میں خالص صاحب کی نابہ انرجی و ستائش کے علاوہ اعلیٰ حضرت خالص صاحب سے فریاد و استغاثہ بھی کیا گیا ہے۔

بلفظ پڑھیے

میرے مشکل کشا احمد رضا	مشکلیں میری آسان فرمائیے
سب کا ہے مشکل کشا احمد رضا	ایسا ہے میرا مرشد احمد رضا
جو دیا تم نے دیا احمد رضا	کون دیتا ہے کس نے دیا؟
آپ سے ایمان ملا احمد رضا،	بات ہے ایمان کی حق کی قسم!
جو ملا تم سے ملا احمد رضا	دل ملا، آنکھیں ملیں، ایمان ملا

(مذہب اعلیٰ حضرت ۲۰، ۲۴، ۲۶، ۲۸)

## روافض کے عقائد کا رنگ

روافض کے امتیازی عقائد کو دو نمبروں میں پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ اولاً حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ کی کتاب غنیۃ الطالبین سے،

۲۔ پھر ان ہی عقائد کو روافض کی معتبر کتب سے۔

تاکہ مذہبیان اہل السنۃ و الجماعت پر واضح ہو جائے کہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ ان عقائد کو گمراہ فرقے کے عقائد جانتے ہوئے عامۃ المسلمین

کو خبردار کر رہے ہیں کہ :-

اسلام اور مسلمانوں کو ان عقائد باطلہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ عقائد موجب لعنت اور جہنم ہیں۔

۳۔ تیسرے نمبر میں یہ عقائد باطلہ بریلومی لٹریچر اور خود مجدد بریلومی اعلیٰ حضرت سے پیش کئے گئے ہیں۔

تاکہ حق شناس اور شیدائیانِ سنت مصطفیٰ، باسانی فیصلہ کر سکیں کہ روافض کے امتیازی عقائد کو سنی لباس و بھروپ میں پیش کرنے کا پارٹ کسی بیرونی اشارہ سے مسلمانوں کے اندر پھوٹک پیدا کرنے کی غرض ہی سے کیا گیا ہے۔

**مخلصِ دل** | اے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ فقر کی اس سعی اور محنت کو قبول فرماتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور ہمتانگت کا موجب گردانے، عامۃ المسلمین کو اس سے استفادہ اور صراطِ المستقیم کی طرف رجوع کی توفیق فرمائے۔

## ۱۔ خدا خود رسولِ خدا ہو کے آیا،

روافض کے عقائد  
معتبر کتبِ روافض

حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

۱۔ وادعت ایضاً ان علیاً کان الہا (غنیہ)  
ترجمہ : روافض کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی

خود خدا ہیں۔

غنیۃ الطالبین کی تصدیق کے

لئے روافض کی معتبر مستند

کتاب "اصول کافی" سے

۲۔ زعموا ان جعفر اھد اللہ (غنیۃ ص ۱۲)  
ترجمہ : روافض کا خیال ہے کہ حضرت جعفر خود خدا ہی ہیں۔

۱۔ ان الله تعالى في خمسة اشخاص النبي و  
 اله يعني في النبي واله وهم العباس وعلي و

جعفر وعقيل (غنية ص ۳۳)

ترجمہ : رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم اور ان کی آل یعنی عباس، علی، جعفر اور  
 عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم خود ہی خدا ہیں۔

۲۔ رافضیوں کا عقیدہ زبانِ زو عام یوں بھی ہے کہ  
 خدا کے نور سے ہیں پانچوں تن

نبیؐ فاطمہؑ، علیؑ اور حسینؑ و حسنؑ  
 ہی تو ہیں۔

۳۔ روافض کا عقیدہ ملاحظہ فرمانے کے بعد اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے متعلق بریلوی عقیدہ بھی سنتے چلتے۔

۱۔ قائم بریلویہ خالص صاحب فرماتے ہیں کہ :-  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اللہ تعالیٰ کے نور ہی سے  
 پیدا شدہ ہیں۔

ان کے الفاظ یہ ہیں :-

”اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور  
 اپنے نور سے پیدا فرمایا“ (ملفوظات حصہ اول ص ۴)

۲۔ اچھر وی صاحب نے مذکورہ قول کو عام فہم بنانے کی غرض سے مرقیاً  
 حنفیت میں یوں لکھا ہے :-

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور محض پیدا کیا اور نور ہی رہے اور نور ہی  
 رہیں گے۔ ہاں ہمارے نفع کے واسطے انسانی لباس پہنا کر

دنیا کے سامنے صبر و شہادت فرمایا۔ (طبع اول ص ۱۰۰ طبع ثالث ص ۱۰۰)  
 نبی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، پاک و مبرا، بے مثل و بدین، بے مثل  
 ساق اور بے مثل وجہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ایسے ہی تم کو  
 بھی نبی اکرم، نور مجسم علیہ اللہ علیہ وسلم کے اعضا پاک پر کوئی  
 مثل قائم کرنا منع ہے۔ (طبع اول ص ۱۰۰۔ طبع ثالث ص ۱۰۰)

ج۔ مذکورہ عقیدہ کو مقیاس حقیقت کے تیسرے ایڈیشن میں ص ۲۲۵ پر  
 یوں لکھا ہے :-

”مخلوق قبل از شیعاء نولدیدیم، فیصلہ فیصلہ“  
 ترجمہ: تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

۳۔ پیر جماعت علی شاہ علی پوری و غیرہ کا عقیدہ :-  
 وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر اتر پڑا دینے میں مصطفیٰ ہو کر  
 بدیلوہ کا ایک گروہ یوں بھی کہتا ہے :-

شرعیات کا ڈر ہے نہیں صاف کہہ دوں

خدا خود رسول خدا ہو کے آیا

۵۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے :-

محمد سر قدرت ہے کوئی رنر اس کی کیا جانے

شرعیات میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

۴۔ احمد و سچ و چرمیم شکا کے احمد نام دھندایا

قدرت کامل ظاہر ہوئی گھر عبد اللہ حیا یائی !

{ کلیات خواجہ نور محمد  
 حیدر خلیفہ شیخ پوری }

۶۔ میم مطلب رمز پچھاتی فی ، احد احمد بک جانی فی  
 وجہ غیری نہ ذات سمانی فی آپے گھر عبد اللہ جمیال فی  
 رجوہ فریدی مصنف غلام فرید بازیدہ ضلع ساہیوال

۸۔ عرب ہوں اسے پر وجہ عین نہیں میرا نام احمد ہے پر وجہ میم نہیں  
 عین نہیں تو رب ہے میم نہیں تو احد ہے (تحفہ عرفانی)

۹۔ مولوی محمد عظیم کھریٹھی ضلع لاہور آفتاب قادری میں لکھتے ہیں :-  
 نور اپنے عقیں نور بنی و انظار وجہ لیا

احد و اس گیت سنایا تداہدہ رتبہ پایا

احد سے وجہ میم ر لایا لیا برقعہ یزدانی

تا پھر نام رکھایا اپنا سلطان یزدانی

روافض کا عقیدہ متعلقہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم و اہل بیت ، آپ ملاحظہ فرما  
 چکے اور بریلوی عقیدہ بریلوی قادیان کی زبان سے بھی سن چکے ۔

یہود و نصاریٰ کا عقیدہ متعلقہ عزیر مسیح علیہما السلام ، آپ نے قرآن  
 مجید کے الفاظ میں بار بار سنا اور پڑھا ہو گا (هُوَ اللَّهُ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ  
 وَرَدُّهُ ابْنُ اللَّهِ) یعنی انسانی لباس میں یہ خود خدا ہی ہیں ۔ جیسا کہ اچھری  
 صاحب کا اعلان ذکر ہو چکا کہ :-

”انسانی لباس پہنا کر دنیا کے سامنے مبعوث فرمایا“

جس سے ظاہر ہے کہ روافض و بریلوی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی  
 صورت میں خدا جانتے ہیں ۔ لَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ

اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ ،

# ۲۔ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب کلی ہے

شیخ جیلانی لکھتے ہیں :-

ومن ذلك ان الامام ليعلم  
كل شيء ما كان وما يكون  
من امور الدنيا والدين  
حتى عدد الحصى وقطر  
الامطار

ترجمہ : رافضیوں کے عقائد میں  
ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ائمہ  
کو علم غیب کلی حاصل ہے یعنی جو  
کچھ ہوا اور آئندہ ہونے والا ہے  
خواہ امر دین ہو یا دنیا اس سے  
سب کچھ کا علم ہمارے ائمہ کو ہے  
حتیٰ کہ ریت و نلکے کے ذرات  
بارش کے قطروں کی مقدار اور  
درختوں کے پتوں وغیرہ کی گنتی و  
تعداد کا بھی ان کو علم ہے۔

[غنية الطالبين]  
[ص ۱۹۹]

۱۔ اصول کافی میں ہے :-

باب ان الائمة عليهم السلام يعلمون  
ما كان وما يكون

ترجمہ : باب ہے اس بیان میں کہ ائمہ کرام کو  
ماکان و ما یکن کا علم غیب کلی حاصل ہے۔

ب۔ اس باب میں حضرت امام جعفر سے  
ایک قول اس طرح مروی ہے :-

انی لاعلم ما فی السموات وما فی الارض  
واعلم ما فی الجنة واعلم ما فی النار  
واعلم ما کان وما یكون

ترجمہ : تحقیق میں جانتا ہوں ہر اس شے کو جو  
آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ بلکہ جنت و  
دوزخ میں جو کچھ ہے، میں اسے بھی کما حقہ  
جانتا ہوں حتیٰ کہ جو کچھ ہوا اور آئندہ ہو نیوالا  
ہے، مجھے اسکا پورا پورا علم ہے (اصول کافی ص ۸۸)  
جو حیات الثلوث میں لکھا ہے :-

وہمہ چیز احصاء کردہ ایم در امام مبین یعنی لوح  
محفوظ یا امیر المومنینؑ۔ ترجمہ :- دونوں جہان کی  
تمام چیزیں لوح محفوظ میں مرقوم اور حضرت علی کے علم میں ہیں

۱۔ اعلیٰ حضرت بریلویہ لکھتے ہیں :-

”حضرت عزت عظمت نے اپنے حبیب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔

شرقی تا مغرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا، ملکوت السموات والارض کا شاہ بنایا اور روز اول سے آخرت تک کا سب ماکان و مایکان انہیں بتایا۔ اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔

علم غیب حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر معنی و کبیر، ہر مطلب و یا بس جو پتہ گزرتا ہے، زمین کے اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے، سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔

یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز برگزیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا علم نہیں بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا سا حصہ ہے (انصار المصطفیٰ ص ۲۱)

۲۔ مزید لکھتے ہیں :-

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دربارہ معجزات و اوراک مغیبات کی یہی حالت ہے کہ رب عزوجل نے انہیں ظاہری جوارح و سمع و بصر کی طرح باطنی صفات و عطا فرمائی ہیں کہ جب وہ چاہیں خرق عادات فرمائیں۔ چاہیں نہ فرمائیں۔

اولیاء اللہ کو بھی علم غیب ہے | خالصاً تو یہاں تک کہتے ہیں کہ انبیاء سے قطع نظر اولیاء اللہ کو بھی علم غیب ملی ہے۔



”اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کو جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامانِ غلام کے کفش بردار ہیں معلوم غیب دیتا ہے۔“  
(ملفوظات حصہ دوم ص ۲۳)

**دیکھئے** عرض۔ غوث کو مراقبہ سے حالات منکشف ہوتے ہیں ارشاد۔ نہیں بلکہ انہیں ہر حال و مکان و مایکون، یوں ہی مثل آئینہ پیش نظر ہے  
(ملفوظات حصہ اول ص)

**شرح سے لکھتے ہیں** ”ماکان و مایکون تو ان حقائق کا نام ہے جو اول روز سے آخر تک ہوتے اور ہوں گے۔“  
(ملفوظات حصہ سوم ص)

**پھر وہی کی بھی سنتے** ہمارا تو عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عالین کا علم غیب کلی حاصل ہے۔  
(طبع اول ص ۱۸۲۔ طبع ثالث ص)

**دیکھئے** لکھتے ہیں :-

”ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم غیب کلی کے قائل ہیں جس کے اجزاء تمام مخلوقات ہیں۔“ (طبع اول ص ۱۸۲۔ طبع ثالث ص)  
**خلاصہ** یہ کہ بریلویہ کے چھوٹے بڑے سب افراد کا عقیدہ ہے کہ :-  
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کلی ہے۔“

جس کا مطلب یہ ہے کہ درختوں کے ہر پتے کے گرنے، زمین کے ہر ذرہ، بارش کے ہر قطرہ کے گرنے اور ہر ایک دانہ کا جو کہ زمین کے پھیر لہروں میں پڑا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بلکہ اولیاء کو بھی علم ہے۔  
یہی عقیدہ روافض کا ہے۔

چنانچہ ذکر ہو چکا کہ بریلوی عقیدہ کا اصل سرچشمہ یا ماخذ روافض کا عقیدہ ہی ہے۔

کہاں توفیق ہے ان کو رہ سنت پر چلنے کی !  
قیاس و رائے کے سمجھے یہ اپنے کو لگاتے ہیں  
**حنفی مذہب کا عقیدہ** | روافض و بریلوی عقیدہ ملاحظہ فرمانے کے بعد  
اب حنفی مذہب کا اصل عقیدہ بھی سنئے۔

حنفی مذہب کے امام الائمہ ابن الہمام نے اپنی تصنیف "مسائرہ" (جلد ۱) کی شرح ابن کمال نے "مسائرہ" لکھی ہے جسے قائم ملت بریلویہ اور اچھرویہ خود دلیل و سند مانتے ہوئے بطور حجت اپنی تصانیف میں پیش کرنا کرتے ہیں، میں علم غیب کے متعلق واضح الفاظ میں لکھا ہے :-

وَكَذَا عِلْمُ الْمَغِيبَاتِ اِى وَكَعْدَمُ عِلْمِ بَعْضِ الْمَسْأَلِ  
عَدَمُ عِلْمِ الْمَغِيبَاتِ فَلَا يَعْلَمُ النَّبِيُّ مِنْهَا اِلَّا مَا اَعْلَمَهُ  
اللّٰهُ تَعَالٰى بِهِ اَحْيَانًا وَذَكَرَ الْحَنْفِيَّةُ فِي فُرُوعِهِمْ  
تَصْرِيحًا بِالتَّكْفِيْدِ بِاِعْتِقَادِ "اِنَّ النَّبِيَّ يَعْلَمُ الْغَيْبَ"  
لِمَعَارِضَةِ قَوْلِهِ تَعَالٰى "قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ  
الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ" (كتاب المسائر طبعة الكبرى الوميديہ مصر ۱۳۱۶ھ)

ترجمہ : اور اسی طرح غیب کی باتوں کا علم یعنی مثل بعض مسائل کے معلوم نہ ہونے کے لئے نہ جائنا غیب کی باتوں کا۔ پس نہیں جانتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان (غیب کی باتوں) میں سے مگر وہ (باتیں) جن کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو کبھی کبھی اطلاع دے دی اور ذکر کیا (علماء حنفیہ نے اپنی فروع میں صراحت سے تکفیر کی ہے اس اعتقاد کی کہ :-

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں“

بیچارہ ہونے کے اس قول خداوند ہی کے :-

”قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ“

ترجمہ : اے پیغمبر کہتے کہ نہیں جانتا کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے  
بے کہ مگر اللہ تعالیٰ ہی :-

مسلمہ خود فرمائیے | ہم نے احقاق حق کی غرض سے ردافض و بریلویہ کے  
بارے کو خود ان کی تصنیفات سے بلفظہ نقل کر کے حنفی مذہب کا عقیدہ بھی  
اس کتاب سے پیش کر دیا ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے بھی یہی  
فاظ نقل کئے ہیں۔

اب یہ آپ کا فرض ہے کہ حنفی مذہب کا عقیدہ تسلیم کرتے ہوئے اصلی  
بن جاتیں یا بریلوی عقیدہ کو قبول کر کے یہودیت کا پارٹ ادا کریں۔  
امام ابو حنیفہ کے خلاف ہیں سب عمل ان کے  
مگر جب پوچھتے اپنے کو حنفی یہ بتاتے ہیں

## ۳۔ مختار کل

۱۔ اصول کافی میں حضرت امام باقر رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے ایک قول یوں  
مرقوم ہے :-  
”وَلْنَحْنُ دَلَاةُ اَمْرِ اللّٰهِ فِي عِبَادَةِ“  
ترجمہ : اور ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس  
کے بندوں کے ہر امر میں مختار کل ہیں۔

رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ :-  
”اِنَّ اللّٰهَ فَوْضَ تَدْبِيرِ الْخَلْقِ  
عَلَى الْوَكِيْلَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ  
تَدْبَرِ الْبَنِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ عَلَى الْخَلْقِ الْعَالَمِ  
تَدْبِيرُهُ (غنیہ ص ۲۲۰)

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے  
قد سیر خلق میں ہمارے ائمہ  
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
مختار کل بنا دیا ہے۔

ب۔ انما قسم اللہ بین المجتمع الماد ولما الفارق الابرار  
ترجمہ :- اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں یہ کلی اختیار  
ہیں کہ جسکو چاہیں ہم جنت میں بھیجیں اور جسے چاہیں  
دوزخ میں بھیجیں اور ہم ہی فارق الابرار ہیں۔

رافضیوں کا عقیدہ آپ سُن چکے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے  
ائمہ مخلوق کے ہر دنیوی نفع و نقصان اور دینی معاملہ جسے کہ دوزخ و جنت  
پہنچانے کے سلسلہ میں مختار کل ہیں۔

۱۔ اس کو ذہن نشین رکھتے ہوئے احمد رضا خاں کی بھی سنئے :-  
وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) بتملیک الہی جنت کے مالک  
کارخانہ الہی کے مختار ہیں، ضمانتیں فرماتے ہیں، ذمے لیتے  
ہیں، عطا فرماتے ہیں، بیع کر دیتے ہیں۔

ہر عاقل جانتا ہے کہ بیع وہی کرے گا جو خود مالک ہو  
یا مالک کی طرف سے ماذون و مختار ہو ورنہ فضولی ہے جس  
کا قصد فضول اور عقد بیکار۔

۲۔ مزید تشریح سنئے :-  
احمد للہ اہل حق کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
تعاذ و تصرف کی دونوں وجہیں حاصل ہیں حقیقت عطا تہ لیجے  
تو وہ ضرور جہاں و ملائکہ کے مالک ہیں اور ذاتیہ لیجے تو مالک  
حقیقی کے ماذون مطلق و نائب کل (الامن والاعلیٰ ص ۱۸۵)  
حضرت جل جلالہ - نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا

کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرما دیں

جس طرح حرم مکہ کے نبات کو حرام فرمانا۔

حدیث میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجام عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ کیا وہ اذخر کہ اس حکم سے نکال دیجئے؟" فرمایا:۔

"اچھا نکال دیا، اس کا کاٹنا جائز کر دیا۔"

اگر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرما دیں، تو حضور ہر گز نبات نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے مستثنیٰ فرما دیں۔

الامن والاعلیٰ لناعی المصطفیٰ بدافع البلاء ملقب بہ تاریخی اکمال النظام علی شریک سعودی بامور العامة مطبوعہ نوری کتب خانہ ۱۵۲۰

اچھے پھر وہی صاحب | مختار کل کے دلائل گنوا تے ہوئے لکھتے ہیں:۔  
"ایک مسئلہ اس حدیث پاک سے آپ کے سخت رکھنے کا ثابت ہو گیا: "دلیل اول ص ۱۶۹۔ دلیل ثالث ص ۱۷۰" مزید لکھتے ہیں:۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے بجا سے اس کے کہ مجرم کفارہ ادا کرے، آپ نے اپنی طرف سے مجرم کو سناٹا مسکین کا کھانا عطا کر دیا اور کفارہ کے ادا ہونے کی سند بھی دے دی۔ کیا یہ اختیار کل ہونے کی دلیل نہیں؟"

(دلیل اول ص ۱۷۰)

اور بھی کئی ایک مثالیں آپ کے مختار کل ہونے کی ذکر کی ہیں۔

اولیاء بھی مختارِ کل ہیں | بریلویہ کا اصل مقصد تو اہل قبور کا مختارِ کل ثابت کرنا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ تو محض عوام کی آنکھوں پر پٹی باندھنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ملفوظات میں ہے :-

عرض — کیا، غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے ؟  
ارشاد — بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

(ملفوظات حصہ اول ص ۱۸۷)

خالصا صاحب کے قول سے ظاہر ہے کہ زمین و آسمان کو قائم و برقرار رکھنا، خدائی طاقت سے باہر ہے۔ اس کو برقرار رکھنا غوث ہی کا کام ہے۔ یعنی اس سلسلے کا مختارِ کل غوث ہی ہے۔

مفتی احمد یار گجراتی | جہاں اسحق ص ۱۸۷ میں اولیاء کے مختارِ کل ہونے کے متعلق لکھتے ہیں :-

اولیاء را بہت قوت ازالہ تیرجستہ باز گرداند ز راہ ،  
ترجمہ : اولیاء کو اللہ تعالیٰ سے یہ قدرت ملی ہے کہ (تقدیر کا) چھوٹا ہو تیر واپس کر لیں۔

اچھرومی صاحب | مقیاسِ حقیقت میں اولیاء کے مختارِ کل ہونے کے ثبوت میں ایک بزرگ کی نظم بطور سند و دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-  
نیست خلل هیچ ولی را ب موت قوت اداوند ز و گشت فوت

موت ولی بہت حیات ابد ہر کہ نہ اقرار کرد گشت رو  
برابر کے مختار ہیں | حضرات بریلویہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ عبد القادر اور دوسرے بزرگ تو کیا عام بھیکہ والے بھی جو چاہیں گزریں۔ انہیں کوئی روک ٹوک نہیں۔ کیونکہ وہ بھی

یقین نہ آئے تو خالص صاحب کا فیصلہ سنئے :-

”ایک فقیر جھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا کہ ایک روپیہ دے دو، وہ نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا۔ روپیہ دیتا ہے تو سے ورنہ تیری ساری دوکان الٹا دوں گا۔ اس تھوڑی سی دیر میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔

الفاظاً ایک صاحب دل کا گذر ہوا، جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دوکان دار سے فرمایا :-

”اسے جلد ہی روپیہ دے دے ورنہ دوکان لوٹ لی جائے گی“  
لوگوں نے عرض کیا :-

”حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے؟“

فرمایا :-

”میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی، معلوم ہوا، بالکل خالی ہے، پھر اس کے شیخ کو دیکھا، اسے بھی خالی پایا اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا، انہیں اہل اللہ پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور یہیں دوکان الٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پچھٹنے چوتے تھا۔

ائمہ دین فرماتے ہیں کہ :-

”حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدوں کے نام درج ہیں۔ جس قدر علامی ہیں یا آئینا لے والے ہیں

حضور پر نور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

”رب عز وجل نے مجھے ایک وفد عطا فرمایا جو کہ فتہائے نظر تک وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدوں کے نام لکھے اور مجھ سے فرمایا :-

”وہبتہم لك“ (ہیں نے یہ سب تمہیں بخش دیئے)

(ملفوظات حصہ دوم ص ۴۳، ۴۴)

کیا اب بھی روافض و بریلوی عقیدہ میں کوئی فرق ہے ؟

سلف لکھ گئے جو قیاس اور گماں سے صحیفے ہیں اترے ہوئے آسمان سے

احمد رضا بھی مختار کل ہیں | روافض جس طرح حضرت علی اور حضرت حسین

رضی اللہ عنہما اور اپنے دوسرے مخصوص ائمہ کو مختار کل مانتے ہوئے ان کے نام

کے وظیفے جیتے اور مدد امداد کے لئے ان کو پکار لے ہیں ، ویسے ہی بریلوی

دوست نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ عبد القادر اور اپنے دوسرے پسندیدہ

بزرگوں کو بھی مختار کل جانتے ہوئے امداد و مشکل کشائی کے لئے پکارتے ہیں۔

جسے کہ احمد رضا خالصا حب کو بھی مختار کل مانتے ہوئے پکارتے ہیں۔

چنانچہ راسخ اعلیٰ حضرت کے مختلف مقامات سے چند اشعار درج ذیل

ہاں ہے :-

مشکلیں میری آسان فرماتے میرے مشکل کشا احمد رضا

ایسا ہے مرشد احمد رضا سب کا سپر مشکل کشا احمد رضا

گر مصیبت میں کوئی چاہے آقا ہے دفع فرماویں بلا احمد رضا

دین و دنیا میں میرے بس آپ ہیں میں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا

کون دیتا ہے ؟ مجھے کس نے دیا؟ جو دیا تم نے دیا احمد رضا





# ۴۔ قبورِ صالحہ کو بوسہ و مسح

روافض کی دیکھا دیکھی بریلو یہ بھی اپنے پسندیدہ بزرگوں کی قبروں کو مسختہ بنوانے کے عادی ہیں، ان کے گرد اعتکاف، ان کو بوسہ، ان سے مدد و استمداد کو سنت خیر القرون بت کرنے پر کمر بستہ ہیں۔

چنانچہ اچھروی صاحب مقیاس حنفیت طبع اول ص ۲۵، طبع ثالث ص ۱۵۵ میں لکھتے ہیں :-

”چنانچہ ان امور سے ان کا منع کرنا ان کے جواز کی بین دلیل ہے کیونکہ ان امور (قبور کی حد سے زیادہ تعظیم اور ان پر غلاف ڈالنا، چراغ جلانا اور مختلف رسومات ان پر اجتماع یا عرس و میلہ کرنے) کا ثبوت پہلے خیر القرون میں چلا آتا تھا اور ان کے شر القرون میں ان حضرات (مذکورہ امور) کی نیکی انکو بھلی معلوم نہ ہوئی تو انہوں نے بند کیا انہیں“

یہود کی قبر پرستی کی وجہ سے ان پر رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم کی لعنت پھسکار بلکہ مسختہ و بلند قبور کی تمام عمارتوں کو بتوں کی فرست میں شامل و شمار

روافض کا اپنے بزرگوں کی قبروں کو مسختہ بنوانا، ان پر غلاف و چراغ اور گنبد و نمائشان عمارتیں کھڑی کر کے ان کو مزین کرنا، بطور تعظیم و تکریم ان کے پاس اعتکاف، طواف و بوسہ اور ان کو سجدہ وغیرہ، شہداء پر کربلا نجف اشرف، موسیٰ کاظم وغیرہ کے قبور سے ظاہر ہے۔

نہ صرف یہی بلکہ روافض کا یہ مخصوص شعار ہے کہ اپنے مخصوص بزرگوں، تو کیا عوام کی قبروں کو بھی مسختہ بنواتے ہیں اور پھر ان کی تعظیم و تکریم وغیرہ، تعزیر و ذواجنح کے سالانہ جلوسوں سے ظاہر ہے۔۔۔

کرتے ہوئے ان کو برباد کرنے کا حکم دربار نبوت اور خلافت راشدہ کے دربار سے ہی نہیں بلکہ تعالٰیٰ خیر القرون کا اٹل فیصلہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حنفی مذہب کے ممتاز ائمہ ابن ہمام اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہم سے ذکر ہو چکا۔ حتیٰ کہ روضۃ الور کے گرد طواف و اعتکافات اور حجاب کر سلام و بوسہ اور مسجد کی حرمت خود بریلوی قائم کی قلم سے آپ پڑھ چکے۔

جب مرقد انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی تعظیم و تکریم ناجائز و حرام ہے تو دوسرے بزرگوں کی قبروں سے ایسا سلوک بالاولیٰ ناجائز و حرام ہوا۔ جس سے ظاہر ہے کہ قبروں کا پختہ بنانا اور مروجہ تعظیم و تکریم اہل سنت کا عمل و شعار نہیں بلکہ روافض کی نقل یا پیرو کا عمل و کردار ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

ترے رہنمود پر سائے کھل گئے اسرار دیں ساتھی  
ہوا علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین ساتھی

## ۵۔ حیاتِ انبیاء و اولیاء

- |    |   |   |
|----|---|---|
| ۱۔ | وان علیا و سائر الائمة لم یملوا بل هم باقون الی ان تقوم الساعة (غنیۃ ص ۱۹۹) | قائم ملت بریلویہ فرماتے ہیں:-   |
| ۲۔ | لیقولون یا مایۃ جعفر و انہ حی لم یمیت (غنیۃ ص ۱)                            | انبیاء کو لیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے، ان پر تصدیق و وعدہ و الہیہ کے لئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔ پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔ اس حیات پر وہی احکام دنیویہ |

ترجمہ: امام جعفر زندہ ہیں، نہیں مرے  
 ۳۰۔ وَقُولْ لِمَنْ هُوَ حَيٌّ لَمْ يَمُتْ وَلَا  
 لَمُوتٍ (رُغْنِیۃ ص ۲۰۲)

ترجمہ: موسیٰ بن جعفر زندہ ہیں، وہ نہیں  
 مرے اور نہ مرے گئے۔  
 حضرت علی رضی اللہ عنہم اور جمیع  
 ائمہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
 زندہ ہیں، مرے نہیں۔

۳۱۔ فَقَدْ كُنْتُمْ لِيَوْمِ جَدَّتْ طُرَايَا  
 انبیا کی حیات کا ذکر ملاحظہ فرمانے کے بعد اب اولیاء اللہ کی زندہ  
 دیکھئے، ملفوظات حصہ سوم ص ۲۴، ۲۵ میں لکھا ہے کہ :-  
 سید احمد بدوی کبیر کی قبر پر دھوم دھام سے سالانہ عرس ہوتا  
 اور امام عبد الوہاب شہرانی ہر سال حاضر ہوتے۔  
 یہ سیارہ عرس، تین دن ہوتا ہے۔ ایک سال حضرت  
 شہرانی کو تاخیر ہو گئی اور آخری دن پہنچے۔ جو اولیائے کرام مبارک  
 مبارک پر مراقب تھے، انہوں نے فرمایا :-  
 ”کہاں تھے؟ دو روز سے حضرت مزار مبارک کا پردہ اٹھا اٹھا  
 کر فرماتے ہیں :-  
 ”عبد الوہاب آیا، عبد الوہاب آیا؟“  
 انہوں نے فرمایا :-  
 ”کیا حضرت کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے؟“

ہیں۔ ان کا ترکہ بانٹا نہ جاسکے گا۔ ان کی  
 ازواج کا نکاح حرام نیز ازواج مطہرات  
 پر عہدت نہیں۔ وہ اپنی قبور میں کھڑے  
 بیٹے، نماز پڑھتے ہیں..... انبیاء  
 علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ پر  
 ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں، وہ  
 ان سے شب باشی کرتے ہیں۔  
 (ملفوظات حصہ سوم ص ۲۴)

اخلاقی اور علمی سے یوں بے نیانہ  
 ۳۲۔

۳۳۔

انہوں نے فرمایا :-

”اطلاع کیسی؟ حضور (سید احمد کبیرہ وی) فرماتے ہیں :-  
”کتنی ہی منزل پر کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرنے  
میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس کی حفاظت کرتا ہوں۔  
اگر اس کا ایک ٹکڑا رسی کا جانا رہے گا تو اللہ تعالیٰ مجھ  
نے سوال کرے گا دیہ کیوں گم ہوا“

لباس خضر میں یاں سینکڑوں راہزن بھی پھرتے ہیں  
اگر دنیا میں رہتا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر  
مردہ سینے“ حضرت شہزادی ایک مرتبہ اسی عرس پر غاضی کے  
لے چلے آتے تھے۔ ایک تاجہ کی کنیز پر نگاہ پڑی، فوراً نگاہ پھیر  
لی، کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے :-

”النظرۃ الاولیٰ لک والشافیۃ علیک“  
ترجمہ: پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر لیٹنے پہلی نظر  
کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا سوا غنہ ہوگا۔  
خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی، مگر وہ آپ کو پسند آئی۔ جب  
مزار شریف پر حاضر ہوئے، ارشاد فرمایا :-  
”عبدالوہاب وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟“

عرض کی  
”ہاں! اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے۔“  
ارشاد فرمایا :-

”اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز پسند کر دی۔“

اب آپ سمجھتے ہیں کہ کینز تو اس بزرگ کی ہے۔  
 یہ فرماتے ہیں۔ مگر تاجہ حاضر ہوا اور اس نے وہ کینز مزار  
 اقدس کی نذر کر دی۔ خادم کو اشارہ ہوا، انہوں نے آپ کی  
 نذر کر دی۔

ادبشاد فرمایا۔  
 عبد الہیاب! اب دیر کا ہے کی ہے؟ فلاں حجرہ میں لے جاؤ  
 اور اپنی حاجت پوری کر دو۔ (ملفوظات حصہ سہم ص ۱۲)

بریلوی دوستی: اہل اہل قبور قبروں میں ایسے ہی زندہ ہیں تو انہیں  
 قبروں سے نکال کر بالمشافہ کام چلاتے ہیں۔

اسلام کی عبادت تیری داعی رہے  
 ہستی سے تیری بزم زمانہ کو عمارت ہے

## ۴۔ سالانہ عرس و ختم

<p>بریلوی کی نیاز و فاقہ اور عرس و              وغیرہ سب روافض کی نقل ہی ہے              بریلوی دوست دوسرے ائمہ کے              نظر اگر صرف حضرت امام ابو حنیفہ علیہ السلام              ان کے ارشد تلامذہ قاضی ابویوسف              امام محمد حسن بن زیاد اور زفر رحمہ اللہ              تعالیٰ کے عمل و فتوے سے یہ ثابت              کر دکھائیں کہ یہ تمام بزرگ اپنے</p>	<p>روافض کے سالانہ تہذیب و ذوق              کے جلوس، کوئی داسکی پپی بات نہیں              ہر سال ڈیکھے اور سنے ہمارے ہیں۔              جس کی رونق کامرہیب بھی خود بریلوی              مرد اور عورتیں ہی ہیں اور ایصالِ ثواب              نیاز و فاقہ کا سلسلہ بھی محتاج تعارف              نہیں کیونکہ خود بریلوی حضرات کے گھروں              میں ایصالِ ثواب کا یہ سلسلہ عنام اور</p>
--	--

شریت و بر فانی پانی وغیرہ کا وسیع انتظام اپنے ممتاز شیوخ اکابر صلیحا امت کی قبور  
بر سال و یکجا ہمارا ہے اور پھر تعمیر و پر عرس ختم وغیرہ کیلئے سفر کرنے اور نیاز و  
واجبہ کی تعظیم بھی ہر سال دیکھنے فاسخ ختم کے عادی تھے تو ان کو سنا مانگا  
ن آ رہی ہے۔ انعام دیا جائیگا ورنہ..... الخ

## ۴۔ بریلوی کے کعبے

روافض کا شہد کر بلا اور نجف اشرف وغیرہ کی طرف حج اور اس کو حرم کعبہ  
مثل ٹھہرانا وغیرہ محتاج بیان نہیں۔

لیکن بریلوی دوستوں نے روافض کی نقل میں اپنے پسندیدہ بندوں  
کی قبور کو جس طرح کعبہ قرار دیا ہے۔ بطور نمونہ سنئے چلیے۔

حج فقیر بر آستانہ پیر شائع کردہ انجمن نقشبندیہ قصور  
س متعدد مقامات پر اپنے مشائخ کی قبور کی طرف سفر اور ان کے گرد طواف  
حج کعبہ لکھا ہے۔ چند حوالے درج ذیل ہیں :-

مزارات دہلی بہ کام بخش بدھائے عشاق آرام بخش  
چو گوئم ازاں کعبہ عارفین کہ آں نیست جز روضۂ قطب دیں

مختصر یہ کہ قطب الدین دہلوی کے روضہ کے عارفین کا کوئی کعبہ نہیں (حوالہ مذکور)  
مجاہد کعبہ طواف کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں،

جب وہ اپنے خاص مقام پر ہوتے ہیں تو خانہ کعبہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ  
ان کے گرد طواف کرے (حوالہ مذکور ص ۲۹)

کسی مرید نے اپنے شیخ کی حقیقت میں یوں بھی کہا ہے :-  
چھکتے ہیں ہم نماز میں کعبہ کے روبرو کعبہ جھکا ہوا ہے ترے در کے سامنے

**حج کی ضرورت نہیں** | واضح اور علی الفاظ میں لکھنبد می پر یویر نے  
یوں بھی لکھا ہے :-

”حج کے رو کو اور اسپر نباشد“

ترجمہ : حج کرنے کو وہ جاتا سے جس کا پیر نہ ہو۔ (حوالہ مذکور ص ۳۲)  
حوالہ مذکور ص ۲۲ پر لکھا ہے :-

”میرے پیر کے وہ خیر پر جا کر سات دفعہ طواف کر لے حج ہو جائیگا“  
سوال : انوار صوفیہ جلد ۵ نمبر ۴۴ بابت ماہ جنوری ۱۹۱۲ء لکھا ہے :-

”قبلہ عالم بہت مرشد کا عیشی بہ نہ صد نسا  
غلاموں کو تیرے سے گریا دینا علی پور سیدیاں جماعت علی شاہ  
الدار صوفیہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۲ء میں لکھا ہے :-

”مدینہ بھی مٹھ رہے مقدس ہے علی پور بھی

ادھر جائیں تو اچھا ہے، ادھر جائیں تو اچھا ہے

انوار صوفیہ بابت ماہ نومبر دسمبر ۱۹۱۲ء میں لکھا ہے :-

”سرکار علی پور بھی ہیں شاہ مدینہ پرواز سا وہ عشق محمد میں فنا ہیں

”سوال حج پر مٹھ رہیں جو پوچھیں گے تو کہہ دوں گا

”میں زائر ہوں علی پور کا علی پور والیا شاہ

جو دیکھا کے طواف کر کے رہا مدینے کے زائر دوں ہیں

نظر میں آیا ہو ہو تو ہزار بار دیکھا میر جھکا جھکا کر

نیست کعبہ و دکن جزو گہر گیسو دراز پادشاہ دین و دنیا خواجه بندہ نواز

ترجمہ : دکن میں آپ (خواجه بندہ نواز گیسو دراز) کے دربار کے سوا

کوئی کعبہ نہیں۔ (ص ۲۱)



اپنے مرشد سے مرید کہہ رہا ہے :-

میرا کعبہ قبلہ مسجد منبر مصحف تے قرآن وی توں

میرے نذر من فریضے چ زکوٰۃ صوم صلوٰۃ اذان وی لوں

چاچڑ وانگ دینے جا تم کوٹ مستحق بیت اللہ؟

رنگ بناں بے رنگی آیا کیتم روپ تخبلی

(چ فقیر مرآستان پیر ۷۵)

غلام فرید بازید وی ضلع ساہیوال جو ہر فرید ہی میں لکھتا ہے :-

تاری نہیں کوئی شعلہ باری یلہ قدر چمکارا اسی

کھدا اگر شمع نشتانی مسجد عرش سنارا اسی

روضہ کعبے وانگ دسینا سجدہ جودھر ہمارا اسی !

عقیدت مندان احمد رضا کہتے ہیں، اسے احمد رضا

تیری تعظیم ہے سرکار عرب کی تعظیم تو ہے اللہ کا، اللہ تبارک

آخر ہی فیصلہ خالص صاحب فرماتے ہیں کہ :-

”کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ (کا مزار) قبلہ ہے روح کا۔ (ملفوظات)

## ۸۔ وائض کا ریکارڈ بھی توڑ دیا

اعلیٰ حضرت بریلوی سے اگرچہ

ذکر ہو چکا، تاہم یاد دہانی کے لئے

درج ذیل ہے :-

”ہمارے نزدیک صحیح و

راجح یہ ہے کہ حضور اقدس

روائض کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی کے

والد ابوطالب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے والدین شریفین جنتی ہیں

چنانچہ شیعہ سنی اتحاد کے پیش نظر مشاہیر

علماء وغیرہ کی اس تجویز پر مغربی پاکستان کے

شیعہ مبلغ اعظم نے اپنے ہفتہ وار اخبار صداقت  
کو جوہر ضلع لائل پور میں شیعہ کی ترجمانی جن الفاظ  
سے کی وہ یہ ہیں :-

سُنیوں سے صلح کی آسان صورت  
یہ ہے کہ وہ اعلان کر دیں کہ ہم خاتم الانبیاء  
کیے والدین شریفین کو کافر نہیں کہیں گے۔

(اخبار صداقت مجلہ ۸ جنوری ۱۹۵۶ء)

صلی اللہ علیہ وسلم

کے آثار و اموات

حضرت عبداللہ و آمد

سے حضرت آدم علیہ السلام

و تا تک سب اہل توحید

و اسلام اور نجات ہیں۔

۸۸  
احکام شریعت جلد ۱

مبلغ شیعہ مولوی اسماعیل اور دوسرے تمام علما و عوام شیعہ صرف اس  
بات پر اتفاق کے لئے آمادہ تھے کہ :-

سُنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو کافر نہ کہیں۔

مگر خالصاً حسب لئے تو ان خواہش سے بڑھ چڑھ کر عبدالمطلب، ہاشم،

عبد مناف سے اور پرتک کے تمام کو جنتی کہنے کا اقرار کر لیا ہے۔

کون کہتا ہے ہم تم میں جدائی ہوگی یہ خبر کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

## ۹۔ یا علیؑ یا حسینؑ کا نعرہ

حضرات بریلوی نے اس نعرہ کی نقل میں یا رسول

اللہ، یا محمدؐ، یا شیخ عبد القادر جیلانی شیخاً للہ

”اچوں گداستے مستند مدوخواہم زخواب نقشبند

”معین الدین اجمیری تو کشتی پار کر میری“

”تو سلطانِ وقیوم زمانی“ زانائت جہاں دل تنگ دارم

مدوکن یا مجدد الف ثانی“ اور مداسخ اعلیٰ حضرت کے

روافض کا اٹھتے بیٹھتے

نعرہ یا علی یا حسین، عوام و خواص

کی زبان پر چونکہ اکثر جاری رہتا

ہے اور کتبوں کی صورت میں

آویزاں دیکھا جا رہا ہے۔

بنابریں اس کے دلائل

گنوائے کی ضرورت نہیں۔ | اشارہ وغیرہ درود یوں اور کتبوں کی صورت میں  
 آویزاں کرنے کے عادی ہیں۔ جو بریلو کے  
 رافضی ہونے کی بین دلیل ہے۔

## ۱۰۔ خلافت راشدہ سے انکار

روافض کا عقیدہ ہے کہ حضرت  
 ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
 کی خلافت غلط، ناجائز بلکہ غصب و  
 ظلم ہے۔  
 چنانچہ خلفائے راشدین رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہم کے خلاف ان کی ہر فرد  
 سرائی محتاج بیان نہیں۔

بریلوئی، مسئلہ خلافت میں روافض  
 سے بھی چار قدم آگے ہیں۔  
 چنانچہ بریلو کے موجودہ قائد یا صدر  
 مرکز ہی حزب الاحناف و جمعیتہ العلماء کلمے  
 پاکستان سید ابوالحسنات محمد احمد صاحب  
 خطیب مسجد وزیر خاں کی کتاب "ادراق غم"  
 سے پڑھیے :-

خلافت پر اترے تو سنیے لطیفہ  
 کہ اجماع سے چو کے اہل تشیعہ  
 تو نہ ہوتے اتنے تفرق کے جھگڑے  
 نہ یوں اہل اسلام آپس میں لڑتے

یہ لگتی ہے راستہ جی و خفیہ  
 بنانا تھا حضرت حسن کو خلیفہ  
 تشیع کے قصے تسنن کے جھگڑے  
 نہ امت میں یہ اختلافات پڑتے

نکلتی نہ باتیں اس دو خسل کی ؟  
 نہ شاخیں مذک کی، نہ راہیں جہل کی

ادراق غم مصنفہ ابوالحسنات

# ۱۔ عاشورہ محرم کا ماتم

بریلوی دوست عاشورہ محرم میں  
 ماتم و نوحہ اور مرثیہ خوانی کو جس درجہ کا  
 ثواب اور موجب اجر جانتے ہیں، وہ  
 بھی موجودہ قائد بریلویہ کی تصنیف اور  
 غم سے ملاحظہ فرمائیے۔

روافض کا عاشورہ محرم میں سیاہ  
 لباس میں بلوس، ننگے سر مرثیہ خوانی،  
 عام مشاہدہ ہے جس پر دلائل گنوائے  
 کی ضرورت نہیں۔

۱۔ ہم تو ننگے سر ہیں اس لئے کہ نہیں سر پر پیر

پر پیرے سر سے اٹھا کر ننگے سر

بولی منہ پیٹ کے کہ تم سے کہوں میں کیوں کہ

ہاتے سوگ میں ہوں، دوں دوسرے ماتم کی خبر

ایک دت سے سرا سیمہ و بے پوش ہوں

دھم محرم سے سیاہ پوش ہوں !

بس ارے بس زمین اب تو ہلی جاتی ہے

لے مجھے فاطمہ ننگے سر نظر آتی ہے

۲۔ اُن کے فرزند و لہند کو غریب الوطنی، مصیبت زدگی، بیکسی، تشنگامی

کی حالت میں ہم شکار تیر بلا بنا کہ جو روح جفا، سنگاروں سے بھوکا،  
 پیاسا میدان کہ بلا میں شہید کراہیں گے۔

ابراہیم خلیل اس خبر کے سنتے ہی راز و قطار اشکبار ہوتے۔

ارشاد ہوا کہ :-

” اے خلیل جو ان کے غم میں روئے گا، اسے اس قدر ثواب

عطا فرمائیں گے کہ جتنا تمہیں تمہارے فروغ کی قربانی میں عطا ہوا  
(اوراق غم ص ۲۲)

ترجمہ: آل محمد کے ماتم کی غرض سے انبیاء کی ارواح نے شور برپا کیا۔

## ۱۲۔ تعزیکہ داری

روافض کی تعزیر داری محتاج تعارف نہیں، کیونکہ ہر سال مشاہدہ  
میں آتی ہے۔

لیکن بریلوی دوستوں کے نزدیک تعزیر داری کی تعظیم اور اس کی مثال  
پاس رکھنا جس درجہ کار ثواب ہے، بریلوی قائد کے برادر خرد والو البرکات  
سید احمد صاحب کے نتائج کہ وہ اشتہار ۱۹۱۳ء کے الفاظ سے پڑھے  
”تعزیر داری کی اصل صرف اسی قدر رکھتی کہ روضہ پر نور شہزادہ  
گلگون قبا حسین شہید ظلم و جفا حملۃ اللہ وسیلہ علی جسدہ  
الکریم و علیہ کی صحیح نقل مطابق اصل بنا کر بہ نیت تبرک مکان  
میں رکھنا، اس میں شرعاً کوئی عرج نہ تھا۔ کیونکہ تصویر مکانات وغیرہ  
غیر جانداروں کی بنانا، بیچنا سب جائز و مباح ہے اور ایسی چیزیں  
کہ بزرگان دین کی طرف منسوب ہو کہ عظمت پیدا کریں۔ ان کے  
محبت بڑھائیں۔ ان کی مثال بہ نیت تبرک رکھنا جائز ہے۔“

## ۱۳۔ احترام انبیاء علیہم السلام

بریلوی دوست عوام کو اہل توحید سے بیزار کرنے کی غرض سے یہ پریچنگیا

کرتے ہیں کہ :-

یہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور بزرگان کی توہین کرنے کے عادی ہیں :-  
بنابریں ذرا بریلو ہی دوستوں کے ادب و احترام انبیاء کا نمونہ بھی دیکھتے چلیے :-  
خادم ہیں تیرے سارے جتنے حسین جہاں کے

یوسف سے تجھ پہ قرباں شیریں مقال دالے

(الوار علی پور منٹا)

سے برائے چشم بنیا از دیند بر سر ملتان      بشکل صدر الدین خود رختہ للعلیین آمد  
(احمد یار بہاول پوری)

**مشرک سنئے** چاروں صاحب شریعت و کتاب انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کی  
توہین کا رنجورہ منظر بھی دل تھام کر سنئے ہی چلیے :-

عقیدت مند پیر جماعت علی شاہ کی شان میں یوں کہتا ہے :-  
خود و ملک عرش پر فرش زمین یہ تیرے

کھڑے ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے  
**بریلو یہ کا شائع** مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ :-

تبر ہیں جب نیکرین سوال کریں گے تو دینی اللہ ، نبی محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم اور دینی اللہ کے جواب سے  
نجات ہوگی :-

مگر بریلو ہی حضرات کا عقیدہ بالکل اس کے برعکس ہے :-  
چنانچہ خود ان ہی کے الفاظ میں پڑھیے :-

نیکرین آ کے مرقد میں جو لوچیں گے تو کس کا ہے ؟  
ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا کا

**مطلب واضح** | ہے کہ بریلویوں کو قبریں بھی دینی اللہ کہنا میسر نہیں بلکہ دینی احمد رضا کا نصرہ بلند کریں گے۔

۴۔ ساقی کوثر | مسلمانوں کا تو عقیدہ ہے کہ :-

”تبار سے ساقی کوثر ختم المرسلین، سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔“  
مگر بریلوی حضرات کہ مسلمانوں کے ساقی کوثر کی ضرورت ہی نہیں، کیوں کہ ان کے ساقی کوثر احمد رضا خاں ہیں۔

چنانچہ بریلویہ کی زبان سے سنیتے :-  
جب زبانیں سوکھ جائیں پیاسے جام کوثر کا پلا احمد رضا،  
(دعائے اعلیٰ حضرت)

۵۔ مسلمانوں کا تو عقیدہ ہے کہ :-

”محشر میں عرشِ عظیم کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔“  
مگر بریلوی دوستوں کو عرشِ عظیم کے سایہ کی ضرورت نہیں، بلکہ ان کے لئے وہاں بھی مسلمانوں کے برخلاف دوسرا سایہ ہو گا۔  
حشر میں ہو جب قیامت کی تپش اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا  
بریلوی معتقدات کی چون بات چل نکلی ہے لہذا بریلویہ کے اعلیٰ حضرت  
کے دو مزید عجیب و غریب حاشیوں سے سنیتے چلتے :-

وضو میں مسح کا طریق محتاج بیان نہیں، کیوں کہ ہر نمازی ہر وضو میں دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کر لے پر امور ہے۔

لیکن خانہ صاحب لکھتے ہیں :-  
”وہ مسئلہ : مسح کے لئے ہاتھ کی ضرورت نہیں، اگر لکڑی جھکو کر  
سر پر پھیر دی کہ چہارم سر تر ہو گیا، مسح ہو گیا۔“ (کتاب الطہارت ص ۲۶)

وضو سے پہلے سر کا مسح | خالص صاحب لکھتے ہیں :-

”بے وضو شخص نے پانی کے برتن میں اپنا سر داخل کیا، یہاں تک کہ چہارم سر کو پانی لگ گیا، مسح ادا ہو گیا“ (العیاض النبیہ فی الفتاویٰ الرضویہ)

**نماز میں احتلام** | احتلام عرف عام اور لغت عرب میں منی کے اسے اخراج کہتے ہیں جو کہ حالت نیت میں خارج ہوتی ہے۔ عالم بیداری یعنی جاگتے ہوئے احتلام نہیں ہوتا۔

حقیقت احتلام کو ذہن نشین رکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت کا فتوے ”نماز میں احتلام ہونے اور نماز کے صحیح و جائز ہونے“ سے متعلق سنتے چلتے :-

”مسئلہ ۵ نماز میں احتلام ہوا اور منی باہر نہ آئی کہ نماز تمام کر لی اس کے بعد اتر ہی تو غسل واجب ہو گا، مگر نماز ہو گئی“

۱۱۸

(العیاض النبیہ فی الفتاویٰ الرضویہ مطبوعہ علی پرنٹنگ پریس لاہور)

**اچھروی صاحب** | توفیق و ہدایہ کے نام سے منی پاک ہونے کا مسئلہ بیان کر کے مذاق اڑاتے ہیں لیکن بریلوی قائد نماز میں احتلام ثابت کر رہے ہیں بریلوی دوستی : ایمان داری سے کہنا کہ نماز بھی محل شہوت ہو سکتی ہے؟

اور آپ کو نماز ہی میں احتلام ہوا کرتا ہے؟

کہتے اس پیار میں بھی آپ نے لاکھوں ستم ہم پر

خدا ناخداستہ تم خشمگیں ہوتے تو کب کرتے

**اہل قبور سے ڈاک سروس** | عالمی لوکل دیوانی ڈاک کا سلسلہ تو

آپ کے سامنے ہے کہ انسانی آبادی کے ہر حصے سے ڈاک آ اور جا رہی ہے

لیکن بریلویہ نے اس کا ریکارڈ مات کرتے ہوئے اہل قبور کے ساتھ

ڈاک سروس کا سلسلہ بھی قائم کر رکھا ہے۔



اعلیٰ حضرت بریلویہ فرماتے ہیں :-

”ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا :-  
”میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم  
آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے، اس کے کفن میں (میرے  
لئے) اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا۔“

صبح کو صاحبزادہ نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا، معلوم  
ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔  
تیسرے روز خبر ملی، اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ لڑکے نے  
فوراً نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا :-

”یہ میری ماں کو پہنچا دینا۔“

رات کو صاحب خواب میں تشریف لائیں اور اپنے بیٹے سے کہا :-  
”خدا تمہیں جزائے خیر دے، تم نے بہت اچھا کفن بھیجا ہے۔“  
(ملفوظات حصہ اول ص ۸۳ مطبوعہ نظامی پریس بدلیوان)

**نیاز و فاستح** | بریلوی دوستو! اگر خالص صاحب کا قول و فتوے صحیح  
ہے تو پھر آپ حضرات کو گیارہویں وغیرہ کی نیاز و فاستح کا مروجہ سلسلہ ترک  
کر کے اپنے مرنے والوں کے ذریعہ بالکل اصل چیزیں ہی اپنے بزرگوں تک  
پہنچانے کا طریق اختیار کرو۔

کیونکہ اس صاحب بی بی کی سفارش سے ظاہر ہے کہ بریلوی دوست جنت  
کی نعمتوں سے بالکل محروم اور قطعاً مایوس ہیں، اگر کچھ امید اور توقع ہوتی تو  
اس بی بی کو اپنے بیٹے سے نیا اور عمدہ کفن طلب کرنے کی ضرورت نہ تھی۔  
میرے پرستار! خالص صاحب اعلیٰ حضرت کی آخری وصیت بلا غلط فہمیوں

فرماتے ہیں :-

”اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاسحہ میں ہر ہفتہ دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔

دودھ کا برف خانہ ساز اگر بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ پلاؤ خواہ بکری کا، شامی کباب، پراٹھے اور بالائی، فرنی، ارد کی پھریری دال بعد اورک و لوازم۔ گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف، (چھوٹے مولانا نے عرض کیا) :-

اسے تو حضور پہلے لکھ چکے ہیں۔“

فرمایا :-

”پھر لکھو، اگر روزانہ ایک ہو سکے یوں کرو یا جیسے مناسب حالو مگر بطیب خاطر“ (وصایا شریف احمد رضا خاں ص ۸ مطبوعہ گلزار عالم پریس لاہور) اس سے ظاہر ہے کہ بریلوی حضرات جنت کی نعمتوں سے محروم ..... یہی وجہ ہے کہ یہ اپنے دشوار سے عمدہ چیزیں بھجوانے کی درخواست فرمائش کرتے ہیں۔

حقہ پینے والوں کیلئے | خالص صاحب کو حقہ سے خاص محبت تھی جو ان کے ارشاد سے واضح ہے :-

”جو بغیر بسم اللہ کھائے پئے، اس کے کھانے پینے میں شیطان شریک ہوتا ہے۔۔۔۔۔ حقہ پیتے وقت دین بسم اللہ نہیں

پڑھتا“ (ملفوظات حصہ دوم ص ۹۲، ۹۱ مطبوعہ نظامی پریس دہلی) میراث میں آئی انہیں سند ارشاد زائغوں کے تصرف میں عقاب اللہ کے نہیں

